

ختم نبوت

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ اسلامیات • لاہور

عرضِ ناشر

خَتِیوَنَبَوَّت کے موضوع پر یوں تو ہر دور میں، اور اس دور میں خصوصاً، کافی تعداد میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جنہوں نے اس موضوع پر قادیانیوں کی جانب سے پیدا کئے جانے والے شبہات کا علمی طور پر خاتمہ کر دیا ہے۔

لیکن اُن گنت کتابوں میں سے خاص طور پر جن کتابوں کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اُن میں سے ایک زیرِ نظر کتاب ہے۔

یہ کتاب بیتھو طباعت پر چھپتی رہی ہے۔ اب ادارہ عکسی طباعت کے ساتھ مزید جاذبِ نظر انداز سے اُسے پیش کر رہا ہے۔ اُمید ہے کہ معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری زیبائش۔ اس کتاب کی قبولیت میں مزید اضافہ کرے گی۔

ناشرین

اشرف بہادر نہ - لاہور



تہذیب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحْبَائِهِ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ
أَجْمَعِينَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

آما بعد۔ بندہ نابکار و گنہ گار محمد ادریس کاندھلوی کان اللہ لہ و
کان ہو للہ (آمین) اہل اسلام کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ ختم نبوت کا
عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے کہ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین
میں شمار کئے گئے ہیں اور عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان
رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم
النبین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی صریح آیات اور احادیث متواترہ اور
اجماع امت سے ثابت ہے۔ جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل
و تخصیص اس بارہ میں قبول نہیں کی گئی۔

امت محمدیہ میں شیب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ دعوی
نبوت قتل کیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانہ میں میلہ کذاب
نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ صدیق اکبرؓ نے خلافت کے بعد سب سے پہلا کام جو
کیا وہ یہ تھا کہ میلہ کذاب کے قتل اور اس کی امت کے مقابلہ اور مقاتلہ

کے لئے خالد بن الولید سیف اللہ کی سرکردگی میں صحابہ کرام کا ایک لشکر روانہ کیا۔ اس بارے میں نہ کسی نے تردید کیا اور نہ کسی نے یہ سوال کیا کہ مسلمان کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ مستقل نبوت کا مدعی ہے یا ظلی اور برزوی نبوت کا مدعی ہے اور نہ کسی نے مسلمان سے اس کی نبوت کے دلائل و براہین پوچھے اور نہ معجزات کا مطالبہ کیا۔ صحابہ کرام کا لشکر مسلمان کذاب سے جہاد کے لئے پیامہ روانہ ہوا۔ اس مقابلہ اور معرکہ میں جو لوگ مسلمان کے ساتھ میدان کارزار میں آئے تھے ان کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوانوں کی تھی جن میں سے اٹھائیس ہزار مارے گئے اور مسلمہ بھی مارا گیا۔ باقیماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ خالد بن الولید بہت سا مال غنیمت لے کر منظر و منصور مدینہ واپس آئے۔

یہاں ایک امر قابل غور ہے وہ یہ کہ صدیق اکبرؓ نے اس نازک وقت میں مدعی نبوت اور اس کی امت سے جہاد و قتال کو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سے جہاد و قتال پر مقدم سمجھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اور اس کی امت کا کفر یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔ عام کفار سے صلح ہو سکتی ہے ان سے جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے مگر مدعی نبوت سے نہ کوئی صلح ہو سکتی ہے اور نہ اس سے کوئی جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت اگر آج کل جیسے سیاسی لوگ ہوتے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مشورہ دیتے کہ باہمی تفرقہ مناسب نہیں۔ مسلمان کذاب اور اس کی امت کو ساتھ لے کر یہود اور نصاریٰ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا الشاہ سید محمد انور کشمیری قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کذاب اور مسلمان پنجاب کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔

اس لئے کہ فرعون مدعی الوہیت تھا اور الوہیت میں کوئی التباس اور اشتباہ نہیں اور فی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کھانا اور پیتا اور سوتا اور جاگتا اور ضروریات انسانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کہاں ہو سکتا ہے؟ مسلمان مدعی نبوت تھا اور انبیاء کرام جنس بشر سے تھے اس لئے ظاہری بشریت کے اعتبار سے سچے نبی اور چھوٹے نبی میں التباس ہو سکتا ہے اس لئے مدعی نبوت کا فتنہ مدعی الوہیت کے فتنہ سے کہیں اہم اور اعظم ہے اور ہر زمانہ میں خلفاء اور سلاطین اسلام کا یہی معمول رہا کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اسی وقت اس کا سر قلم کیا۔

اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے جو سعی اور جدوجہد ممکن تھی اس میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مدعی نبوت سے جہاد بالسیف والسان تو اور باب حکومت کا کام ہے اور جہاد قلمی اور لسانی یہ علماء حق کا کام ہے۔ سوا الحمد للہ علمائے اس جہاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی تقریر اور تحریر سے ہر طرح سے مدعی نبوت کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی اب دلی تمنائیں اور دعائیں یہ ہیں کہ اے پروردگار تو نے اپنی رحمت سے یہ اسلامی حکومت (پاکستان) عطا فرمائی۔ اب ہم کو کوئی ایسا امیر عطا فرما کہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح پاکستان کو مسلمہ قادیان اور اسود ہندی کے فتنہ سے پاک فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ کوئی امیر اس سنت کو زندہ تو کر کے دیکھے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ابو بکرؓ کی طرح دنیا ہی میں اپنی آنکھوں سے عزت ہی عزت دیکھے گا اور آخرت کی عزتیں اس کے سوا نہیں جو وہم و گماں سے بھی بالا اور برتر ہیں۔

ختم نبوت کے موضوع پر علماء نے بہت سی مختصر اور مفصل کتابیں تحریر

فرمائیں جس میں سب سے زیادہ مفصل اور جامع اور محکم کتاب مخدوم و مکرم محب محترم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کی تالیف لطیف ہے جس کے تین حصے ہیں۔ ختم النبوة فی القرآن، ختم النبوة فی الحدیث ختم النبوة فی الآثار۔ تمام مسلمانوں سے میری استدعا ہے کہ اس کتاب کو ضرور دیکھیں نہایت جامع اور مفید کتاب ہے۔

ہر زمانہ میں علماء کا طریق رہا ہے کہ ایک ہی موضوع پر ہر عالم اپنے اپنے علم کے مطابق کتاب تالیف کرتا رہا اور ہر ایک نے بارگاہِ خداوندی سے علی حسب المراتب اجر حاصل کیا۔ حضرات اہل علم متون حدیث اور شرح حدیث اور کتب تفاسیر پر ایک اجمالی نظر ڈالیں بلاشبہ سب کی سب سے

عبارت تاشتی و حسنک واحد

وکل الی ذاک الجمال یشر

(ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے، مگر ہر عبارت اس حسن و جمال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔)

کا مصداق ہیں۔

ہر گلے رازنگ و بوئے دیگر است

اس لئے اس ناچیز نے ارادہ کیا کہ جو جماعت اس وقت مدعی نبوت اور اس کی اُمت سے جہاد لسانی اور قلمی میں مصروف ہے اس ناچیز کا شکستہ قلم بھی اس جماعت کے ساتھ اسی میدان میں پہنچ جائے۔

مجاہدین کی معیت موجب صد خیر و برکت اور باعث نزول رحمت ہے

خصوصاً جب کہ یہ ناچیز نسباً والد محترم کی جانب سے صدیقی اور والدہ مکرمہ کی جانب سے فاروقی ہے اسلئے اس خیال نے اور بھی قلب کو ختم نبوت کے موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے جوش دلایا حق تعالیٰ شانہ کی توفیق اور تیسیر کی دست گیری سے یہ ایک مختصر رسالہ لکھا جس میں ایک خاص التزام کیا وہ یہ کہ ختم نبوت کے دلائل میں آیات اور احادیث دونوں کو ساتھ ملا کر بیان کیا ہے اس لئے کہ بسا اوقات قرآن کریم میں کسی شے کی طرف اجمالی اشارہ ہوتا ہے جس پر بسا اوقات تنبیہ نہیں ہوتا اور حدیث میں اس کی تفصیل ہوتی ہے اس لئے دلائل کے سلسلے میں پہلے آیت کو نقل کیا جس میں ختم نبوت کی طرف اجمالی اشارہ تھا اور اس کے بعد متصلاً حدیث شریف کو ذکر کیا جس میں اُس اجمالی اشارہ کی توضیح اور تشریح تھی اب آیت اور حدیث کے یکجا ہو جانے سے اہل علم اور اہل فہم کو تنبیہ ہو جائیگا۔ کہ یہ آیت کس طرح ختم نبوت کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور نیز آیت اور حدیث کے یکجا ہونے سے ناظرین پر یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ حدیث کس طرح قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ حق جل شانہ کا ارشاد ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ
لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ۔ اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپ
لوگوں کے لئے اس کی توضیح اور تفسیر فرمائیں۔

شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اگرچہ عرب کی زبان میں اُترا لیکن رسول کے بیان کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ ہر کلام میں کچھ نہ کچھ اجمال ضرور ہوتا ہے اسی وجہ سے کتابوں کی شرح اور ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کی ضرورت ہوئی اس لئے حق تعالیٰ نے فقط کتب الہیہ اور صحف سماویہ

کے اتارنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ انبیاء کے بیان اور تفسیر کو بھی اُن کے ساتھ ملایا۔ پس حضرات انبیاء کتاب الہی کے مجملات کی تفصیل اور بیان میں حق تعالیٰ شانہ کے قائم مقام ہیں۔ کذا فی الیواقیت ۱ الجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۲ مبحث ۳۳۔

لہذا آیت کی سب سے زیادہ مستند اور معتبر تفسیر وہی ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوگی یہ کیسے ممکن ہے کہ جس پر آیت کا نزول ہو وہ تو آیت کے معنی نہ سمجھے اور قادیان کا ایک دہقان کہ جو بد عقل اور بد فہم ہونے کے علاوہ عربی زبان سے بھی کما حقہ واقف نہ ہو وہ آیت کا مطلب سمجھ جائے۔ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام تو آیت کا مطلب نہ سمجھیں اور متنبی قادیان کے کوٹ پتلون والے صحابہ آیت کا صحیح مطلب سمجھ جائیں۔

حضرت الاستاذ مولانا الشاہ السید محمد انور قدس اللہ سرہ نے وفات سے چند روز پیشتر فارسی زبان میں ایک مختصر رسالہ خاتم النبیین کے نام سے تحریر فرمایا جس میں آیہ خاتم النبیین کی تفسیر فرمائی اور عجیب تفسیر فرمائی۔ ناچیز نے اس رسالہ کے لطائف اور معارف اپنی اس تالیف میں لے لئے ہیں۔ اور مسک الختام فی ختم النبوة علی سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اسکا نام رکھا ہے۔

حق تعالیٰ شانہ سے ملتی ہوں کہ وہ اس تالیف کو قبول فرمائے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

دلیل اول

قال اللہ عزوجل مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن
رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا
ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں،
لیکن اللہ کے رسول اور سب پیغمبروں کی مہر یعنی آخری نبی ہیں اور
ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا۔

شان نزول | زمانہ جاہلیت سے عرب میں یہ رسم چلی آتی تھی کہ متبنی یعنی
منہ بولے بیٹے کو حقیقی اور نسبی بیٹے کے منزلہ سمجھتے تھے کہ جس طرح حقیقی بیٹے
کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام
ہے اسی طرح متبنی کے مرجانے یا اس کے طلاق دینے کے بعد متبنی کی بیوی
سے باپ کے لئے نکاح حرام ہے۔

زید بن حارثہ جو اصل میں شریف النسب تھے بچپن میں کوئی ظالم ان کو
پکڑ کر لے گیا اور غلام بنا کر ان کو مکہ مکرمہ کے بازار میں فروخت کر گیا۔ حضرت خدیجہ
تے زید کو خرید لیا اور کچھ روز بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ جب ہوشیار
ہو گئے اور تجارتی سفر کے سلسلے میں اپنے وطن کے قریب سے گزرے تو بعض اقا
کو پتہ بالا خراں کے والد اور ان کے بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ معاوضہ لے کر زید کو ہمارے حوالے کر دیا جائے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ معاوضہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر خوشی سے تمہارے

ساتھ جانا چاہیے تو میری جانب سے بالکل اجازت ہے۔ باپ اور چچا نے زید سے دریافت کیا، زید نے کہا میں آپ سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔

سبحان اللہ

اسیرش خواہد رہائی زبند شکارش نجومید خلاص از کمند
آپ مجھے اولاد سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں اور باپ سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو آزاد کر دیا اور اپنا متبنی بنا لیا۔ عرب کے دستور کے مطابق تمام لوگ زید کو، زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ
ذَلِكَ قَوْلُكُمْ يَأْثُوا هَكَذَا وَاللَّهُ
يَقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ
أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ
عِنْدَ اللَّهِ ط

اور نہیں بنایا اللہ نے تمہارے پالکوں کو تمہارے بیٹے۔ یہ محض تمہاری بات ہے جو اپنے منہ سے کہتے ہو اللہ ہی حق کہتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت

کر کے پکارا کرو اللہ کے نزدیک یہی ٹھیک انصاف ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہؓ نے ان کو زید بن محمد کہنا چھوڑ دیا۔ زید بن حارثہ کہنے لگے۔ بعد ازاں حضرت زید کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی زاد بہن حضرت زینبؓ سے ہوا۔ مگر جب کسی طرح موافقت نہ ہوئی تو حضرت زید نے حضرت زینبؓ کو طلاق دیدی۔ حضرت زید کے طلاق دیدینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی حضرت زینبؓ سے نکاح

فرمایا تاکہ جاہلیت کی رسم ٹوٹے اور لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے کہ متبنیٰ کی بیویوں سے نکاح حلال ہے اور آئندہ کسی مسلمان کو اس میں کسی قسم کا انقباض خاطر نہ رہے۔

آپ کا نکاح فرمانا تھا کہ جاہلوں اور منافقوں نے طعن شروع کیا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَرَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

جس میں ان کے طعن کا جواب دیا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے نسبی اور حقیقی باپ نہیں کہ وہ شخص آپ کا نسبی اور صلبی بیٹا ہو اور اس کی بیوی سے آپ کا نکاح حرام ہو اور قاسم اور طیب و طاہر اور ابراہیم بچپن میں ہی وفات پا گئے اُن کے بڑے ہونے کی نوبت نہیں آئی کہ ان کو رَجُلُ یعنی مرد کہا جاتا اس لئے آیت شریفہ میں مِّن رِّجَالِكُمْ فرمایا اور مِّن ذُرِّیَّتِہٖ یا مِّنْ اٰبِیْنِہٖ یا مِّنْ اَوْلَادِہٖ نہیں فرمایا۔ لہذا جب زید آپ کے نسبی بیٹے نہ ہوئے تو ان کی مطلقہ سے بلاشبہ نکاح جائز ہوگا اور اس پر طعن کرتا ہر اس نادانی ہوگی۔ غرض یہ کہ آپ نسبی حیثیت سے کسی کے باپ نہیں لیکن روحانی حیثیت سے آپ سب ہی کے باپ ہیں اس لئے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے جیسا کہ ایک قرأت میں ہے وَاَزْوَاجُہٗا مَہَاتَمُہٗوْہُوْا اَبَآءُ لِمَنْ اَسْرَآءُ اَعْتَبَارُہٗ سَبَّ اَبِّہٖمُ کَیْفَہٗا ۝ اور اس روحانی ابوت میں آپ تمام پیغمبروں سے

بہتر اور برتر ہیں۔ اس لئے کہ آپ تمام نبیوں کی مہر اور آخری پیغمبر ہیں قیامت
 تک آپ کی نبوت اور آپ ہی کی روحانی ابوت کا دور دورہ رہیگا۔ یہ ہرگز نہ
 ہوگا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی مبعوث ہو اور امت آپ کے ظل عافیت
 سے نکل کر اس جدید نبی کی زیر ابوت اور زیر تربیت آجائے ظاہری حیثیت
 سے اگرچہ حضرت آدم پہلے نبی اور پہلے رسول ہیں مگر روحانی اور نورانی حیثیت
 سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے نبی اور سب سے پہلے رسول ہیں۔
 سب سے پہلے آپ ہی کا نور پیدا ہوا۔ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر ہی تیار ہو رہا
 تھا کہ روحانی طور پر آپ نبی ہو چکے تھے۔ غرضیکہ روحانی طور پر تو آپ
 پہلے روحانی باپ ہیں اور ظاہری طور پر آپ ہی تمام عالم کے لئے قیامت
 تک روحانی باپ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی مصلحت کو خوب جانتا ہے جو
 حکم دیتا ہے وہ سراسر حکمت اور مصلحت ہی ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 اخیر زمانے میں امتی ہونے کی حیثیت سے آئینگے اُن کی آمد نبی ہونے کی حیثیت
 سے نہ ہوگی۔ تمام عمل در آمد شریعت محمدیہ ہی پر ہوگا۔ شریعت عیسویہ پر عمل
 نہ ہوگا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا علامت اس بات کی ہے کہ انبیاء کے
 تمام افراد و اشخاص ختم ہو چکے اس لئے پہلے نبی کو لانا پڑا۔ اس آیت شریفہ کا
 مقصود اس امر کا اعلان کرنا ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی۔ گذشتہ زمانہ میں
 یکے بعد دیگرے انبیاء آتے رہے مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جس آخری
 نبی کی انبیاء کرام پیشین گوئی کرتے آئے اور لوگ اُس آخری نبی کے منتظر رہے
 اس آیت میں اس کا اعلان کر دیا گیا کہ وہ آخری نبی جس کا انتظار تھا وہ آچکا

اب اس کے بعد کوئی نبی منتظر نہیں رہا۔ یہی وہ آخری نبی ہیں جن کا لوگوں کو انتظار تھا۔

قرآن کریم نے جا بجا یکے بعد دیگرے انبیاء کے آنے کی اور سلسلہ نبوت کے جاری رہنے کی اور یکے بعد دیگرے انبیاء و رسل کے آنے کی اطلاع دی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر ختم نبوت کا اعلان فرما دیا۔ اگر حضور کے بعد بھی سلسلہ نبوت کا جاری ہوتا تو ختم نبوت کے اعلان کی بجائے بقا نبوت کی اطلاع دی جاتی اور یہ بتلایا جاتا کہ انبیاء سابقین کی طرح آپ کے بعد بھی انبیاء و رسل آئیں گے بلکہ قرآن اور حدیث نے یہ اعلان کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ آپ کسی کے جسمانی باپ نہیں بلکہ روحانی باپ ہیں اور روحانی باپ کسی ایک دو کے نہیں بلکہ تمام عالم کے روحانی باپ ہیں اور نکاح کی حلت و حرمت کا دار و مدار جسمانی ابوت پر ہے۔ روحانی ابوت پر نہیں۔ روحانی ابوت پر عظمت و حرمت و شفقت و عنایت کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً استاذ اور پیر روحانی باپ ہیں اور شاگرد اور مرید روحانی بیٹا ہے مگر نکاح کی حلت و حرمت کے احکام یہاں جاری نہیں ہوتے۔

آیت مذکورہ کے پہلے جملہ میں ابوت جسمانیہ کی نفی فرمائی اور دوسرے جملہ میں یعنی وَلٰکِنْ مَّرْسُوْلٍ اَنْذَرٌ میں ایک شبہ کا ازالہ فرمایا جو پہلے جملہ سے پیدا ہوتا تھا وہ یہ کہ ابوت کی نفی سے شفقت کی نفی کا شبہ ہوتا تھا کہ شاید جب ابوت منقفی ہو گئی تو شفقت پوری جو ابوت کا خاصہ لازمہ ہے۔ وہ بھی

منتفی ہو جائے تو ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ساتھ جہانی
ابوت کا علاقہ نہیں لیکن علاقہ نبوت و رسالت ہے اور رسول امت کا روحانی
باپ ہوتا ہے جو شفقت اور عنایت میں جہانی باپ سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے
اور چونکہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے اس لئے اثبات ابوت تو ریث نبوت
کو موہم تھی اس لئے شبہ کے ازالہ کے لئے دَخَاتَرِ النَّبِيِّینَ کا لفظ بڑھایا کہ
امت اگرچہ آپ کی روحانی اولاد ہے مگر منصب نبوت کی وارث نہ ہوگی۔
منصب نبوت آپ پر ختم ہو گیا۔ امت میں کوئی شخص بھی قیامت تک اس
منصب کا وارث نہ ہوگا۔ البتہ امت کے علماء و صلحاء کمالات نبوت کے
وارث ہونگے مگر منصب نبوت کا کوئی وارث نہ ہوگا۔ نبوت اور رسالت ختم
ہو چکی قیامت تک یہ منصب کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ یا یوں کہو کہ آپ کی
کمال شفقت بیان کرتے کیلئے یہ لفظ بڑھایا گیا کہ ہر نبی اپنی امت پر شفیق
اور مہربان ہوتا ہے مگر آپ شفقت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اس
لئے کہ گذشتہ انبیاء کرام کو یہ توقع تھی کہ ہم سے اگر کوئی چیز رہ جائے گی۔
تو بعد میں آئیو لے نبی اس کی تکمیل کر دیں گے مگر آخری نبی کو یہ توقع نہیں
ہو سکتی اسلئے وہ اپنی امت کو وعظ اور نصیحت اور ارشاد اور تلقین میں کوئی
دقیقہ اٹھانہ رکھے گا۔ آپ کی مثال اس باپ کی سی ہے کہ جس کی اولاد کیلئے
اس کے بعد کوئی نگراں اور خبرگیراں نہ ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب
دنیا سے رخصت ہوئے تو امت کیلئے اسی کامل اور مکمل شریعت چھوڑی کہ اب
اس کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی اسلئے کہ جب آپ کی شریعت موجود

ہے تو گویا آپ خود بہ نفس نفیس موجود ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے نبوت کا دعویٰ بے حیائی اور ڈھٹائی ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | آیت مذکورہ کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے چند امور کا سمجھنا ضروری ہے ایک خاتم کے معنی ہوم

نبی اور رسول میں فرق، سوم النبیین میں الف لام کس قسم کا ہے ؟

امراؤں | خاتم بالفتح اور خاتم بالکسر متعدد معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے

انگینہ انگشتی، مہر، آخر قوم۔ لیکن ائمہ لغت نے اور علماء عربیت

نے تصریح کی ہے کہ لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا

تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہونگے۔ لہذا آیت مذکورہ میں

چونکہ خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہو رہی ہے اسلئے اس کے معنی آخر النبیین

اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے کے ہوں گے۔

اور خاتم کا مادہ ختم ہے جس کے معنی ختم کرنے اور مہر لگانے کے آتے

ہیں اور مہر لگانے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی شے کو اس طرح بند کیا جائے

کہ اندہ کی چیز باہر نہ آسکے اور باہر کی چیز اندہ نہ جاسکے۔ کما قال تعالیٰ ختم

اللہ علی قلوبہم اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی کہ کفر اندہ بند ہو

گیا کہ اب اندہ سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے کوئی ہدایت اندہ نہیں جا

سکتی اور مہر چونکہ سب اخیر میں لگتی ہے اسلئے یہ لفظ اختتام اور انتہا پر دلالت

کے لئے ضرب المثل بن گیا ہے کما قال تعالیٰ یُسْقَوْنَ مِنْ رَحِیقٍ مَخْتُومٍ ختمہ مسک یعنی اہل جنت کو جو شراب دی جائے گی وہ سر بہر ہوگی، کہ

اندہ کی خوشبو اور لطافت باہر نہیں آسکے گی اور باہر سے کوئی چیز اسکے اندہ نہیں ہو سکیگی کہ اس کی لطافت میں کمی آجائے۔ متنبی کہتا ہے۔

أَرْوَحُ وَقَدْ خَتَمْتَ عَلَى فُؤَادِي

بِحَيْثُكَ أَنْ يَحُلَّ بِكَ سَوَاكَ

میں اس حال میں چلتا ہوں کہ تو نے میرے دل پر اپنی محبت کی ایسی مہر لگا دی ہے کہ اندہ سے تو میری محبت باہر نہیں نکل سکتی اور باہر سے کسی اور کی محبت اندہ داخل نہیں ہو سکتی۔ اس آیت میں دو قرائتیں ہیں ایک خاتم بالکسر کی اور ایک خاتم بالفتح کی۔ فرق اتنا ہے کہ خاتم بالکسر صیغہ اسم فاعل ہے معنی ختم کرنے والا اور خاتم بالفتح اسم سے معنی آخر اور مہر اور حاصل دونوں قرائتوں کا ایک ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود انبیاء کو ختم کرنے والا، اور سلسلہ نبوت پر مہر کرنے والا ہے کہ آپ کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہو سکتا اور آپ سے پہلے جو سلسلہ نبوت میں داخل ہو چکا وہ اس سلسلہ سے نکل نہیں سکتا۔ جاننا چاہیئے کہ ختم کا مفہوم ماقبل کے امتداد کو مقتضی ہے اور لفظ انقطاع عام ہے اس میں ماقبل کا امتداد شرط نہیں اس لئے خاتم کی اضافت اشخاص کی طرف مناسب ہوئی اور انقطاع کی اسناد وصف نبوت و رسالت کی طرف مناسب ہوئی۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ ختم کا تعلق ماقبل کے ساتھ ہوتا ہے تو آپ کی خاتمیت کا تعلق انبیاء سابقین کے ساتھ ہو گا نہ کہ انبیاء لاحقین کے ساتھ۔ اس لئے آپ کی سیادت کا ظہور لیلۃ المعراج میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجتماع کے بعد ہوا۔ اور اسی طرح قیامت

کے دن آپ کی سیادت اور خاقیت کا ظہور اس طرح ہوگا کہ تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور سلسلہ شفاعت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگا۔ شب معراج اور روز قیامت میں انہیں انبیاء کا ذکر ہے جو آپ سے پہلے مبعوث ہوئے۔ آپ کے بعد مبعوث ہونے والے نبی کا کہیں نام و نشان نہیں۔

قال ابن عباس یزید لولہ
اختتم بہ النبیین ليجلت
لہ اینا یكون بعدہ نبیاً۔
و تری عن عطاء ان اللہ
لما حکم ان لا نبی بعدہ
لم یعطہ ولداً ذکر ا یصیر
رجلاً (کذا فی المعالم)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے
کہ اگر میں آپ پر انبیاء کے سلسلہ کو ختم نہ
کرتا تو آپ کو بیٹا عطا کرتا کہ جو آپ کے بعد نبی ہوتا
عطاء سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب
فیصلہ فرمادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں
ہوگا تو آپ کو کوئی ایسا لڑکا نہیں دیا جو
آئندہ چل کر مروی بنے۔

امروم

نبی اور رسول میں فرق | جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ اصطلاح شریعت میں رسول اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے جدید کتاب یا جدید شریعت لے کر آیا ہو اور نبی وہ ہے جو بذریعہ وحی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہو۔ نبی کیلئے جدید کتاب اور جدید شریعت کا ہونا شرط نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ اِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ

فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يُحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ (کذا فی الاتحاف ص ۲۱ ج ۲) یہ آیت انبیاء
 بنی اسرائیل کے بارے میں اتاری کہ جو توریت اور شریعت موسویہ کے مطابق حکم
 دیتے تھے۔ نبی تھے مگر ان کے پاس نہ کوئی مستقل کتاب تھی اور نہ مستقل شریعت۔
 خلاصہ یہ کہ رسول خاص ہے اور نبی عام ہے اور آیت میں لفظ خاتم النبیین کا
 ہے خاتم المرسلین کا نہیں۔ حالانکہ ظاہر کلام کا مقتضی یہ تھا کہ خاتم المرسلین فرماتے
 اس لئے کہ وَلَٰكِنْ تَرَوْهُ مُدْرِكًا لِّعِلَّةٍ مِّنْكُمْ يَرْسُلُ مِنْكُمْ نَبِيًّا (سب
 تھا، لیکن بجائے لفظ خاص (یعنی بجائے رسول کے لفظ عام استعمال فرمایا یعنی
 خاتم النبیین فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ مطلقاً تمام انبیاء کے خاتم ہیں
 اور آپ پر مطلقاً نبوت ختم ہو گئی۔ مستقلہ ہو یا غیر مستقلہ، تشریعیہ ہو یا غیر
 تشریعیہ اور جب نبوت ختم ہو گئی تو رسالت کا ختم ہونا بدرجہ اولیٰ معلوم
 ہو گیا اس لئے کہ عام کی نفی خاص کی نفی کو مستلزم ہے۔

امر سوم

النبیین میں الف لام استغراق کا ہے اس لئے کہ علماء عربیت کی تصریح
 ہے کہ جو الف لام جمع پر داخل ہو وہ استغراق کے لئے ہوتا ہے۔ کما قال
 ابوالبقار فی کلیاتہ ص ۵۶۲

بہر علماء اصول اور علماء عربیت یہ کہتے ہیں
 کہ الف لام تعریف کا خواہ مفرد پر داخل ہو
 یا جمع پر مفید استغراق ہوتا ہے الا یہ کہ

قال عامة اهل الاصول و
 العربية لام التعريف سواء
 دخلت على المفرد او الجمع

تفید الاستغراق الا اذا کوئی خاص معبود اور معین مراد ہو۔

کان معبوداً۔

اور جس شخص کو خدا تعالیٰ نے ذرا بھی عقل سے حصہ عطا فرمایا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ انبیاء میں الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا اور نہ یہ معنی ہونگے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص اور معبود نبیوں کے خاتم ہیں۔ تمام انبیاء کے خاتم نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی بالکل لغو اور مہمل ہیں اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی شان امتیازی باقی نہیں رہتی اس لئے کہ اس معنی کے لحاظ سے تو ہر نبی کو کسی خاص قوم اور خاص خطہ کے اعتبار سے خاتم انبیاء کہہ سکتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت رہی اور اگر یہ کہا جائے کہ استغراق عرفی مراد ہے تو یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اصل استغراق میں استغراق حقیقی ہے اور استغراق عرفی مجاز ہے۔ حقیقت کے ہوتے ہوئے مجاز کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں اشکال سابق پھر عود کر آئے گا اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء میں الف لام استغراق کا ہے اور استغراق سے استغراق حقیقی مراد ہے تو معنی آیت کے یہ ہوں گے کہ آپ نبوت کے تمام افراد اور اشخاص کے خاتم ہیں۔ خواہ وہ مستقل نبی ہوں یا کسی کے تابع ہوں اور آپ حقیقتہً تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ آپ کے بعد قیامت ہوگی کسی قسم کا کوئی نبی آنی والا نہیں۔ اب اس آیت سے ہر قسم کی نبوت کا اختتام معلوم ہو گیا اور اس احتمال کی گنجائش نہیں رہی کہ آپ صرف نبوت مستقلہ کے خاتم ہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر خود قرآن کریم سے خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کیے یعنی آخر

النبیین کے، تمام ائمہ لغت اور علماء عربیت اور تمام علماء شریعت عہد نبوت سے لیکر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملیگا۔ اب ہم مزید توضیح کے لئے اس آیت کی ایک دوسری قرأت پیش کرتے ہیں جس سے اور مزید وضاحت ہو جائے گی۔ وہ قرأت یہ ہے۔
ولکن نبیاً ختم النبیین لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں

کو ختم کر دیا۔

یہ قرأت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو تمام تفاسیر معتبرہ میں منقول ہے اس قرأت سے وہ تمام تاویلات اور تحریفات بھی ختم ہو جاتی ہیں جو مرزائی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم عن قریب ان تاویلات کا ذکر کر کے ان کا جواب دیں گے۔

اور جس طرح آیت شریفہ میں دو قسم کی قرأتیں ہیں۔ اسی طرح احادیث میں دو قسم کی روایتیں ہیں۔ بعض روایات میں خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے اور بعض روایات میں ختم نبی النبیین اور ختم نبی الانبیاء بصیغہ ماضی معروف اور مجہول آیا ہے جس کے صاف اور صریح معنی ختم کرنے کے ہیں اس میں کسی تاویل کی گنجائش ہی نہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر حدیث شریف اہل احوال صحابہؓ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

انہ سیکون فی امتی کذابون تحقیق میری امت میں تیس بڑے بڑے کذاب
ثلثون کلہم ینزعہا منی اور دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک کا زعم یہ
وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ہو گا کہ میں نبی ہوں اور حالانکہ میں خاتم
النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مشاکا مسکرا)

اس حدیث میں غور کرنے سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی پیشین گوئی فرمائی، کہ آپ کے بعد صرف جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہونگے کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ نبوت مجھ پر ختم ہو گئی اگر کسی قسم کی نبوت باقی ہوتی تو یوں ارشاد فرماتے کہ میرے بعد نبی بھی آئیں گے اور دجال و کذاب بھی۔ دیکھو اگر نبی ہو تو اس کی اطاعت کرنا اور جو کذاب و دجال ہو اس سے پرہیز کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کو مطلقاً صرف یہ ہدایت فرمانا کہ دیکھو جو شخص بھی میرے بعد نبوت کا دعوے کرے یہ تامل اس کو کذاب و دجال سمجھنا یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ اب آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں رہی۔

دوم یہ کہ وہ جھوٹے مدعی امتی اور محمدی ہونے کے مدعی ہوں گے جیسا کہ سیکون فی امتی کذابون کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اس کا

مطلب یہ ہے کہ یہ جھوٹے نبی لوگوں کو میری نسبت سے دھوکا دیں گے اسلئے کہ اگر علی الاعلان آپ سے اپنی نسبت اور تعلق کے انقطاع کا اعلان کریں تو پھر کوئی ان کے دھوکہ میں نہ آئے۔ آپ کی طرف اپنی نسبت کریں گے اور پھر اس دھوکہ سے لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت دیں گے۔

سوم یہ کہ آپ نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ وہ یہ گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں اور حالانکہ میں آخری نبی ہوں معلوم ہوا کہ دجال اور کذاب ہونے کے لئے فقط دعوت نبوت کافی ہے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔

حکایت

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی نبوت پر دلائل پیش کرتے کیلئے مہلت مانگی تو امام اعظم نے فتویٰ دیا کہ جو شخص اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا وہ کافر ہے اس لئے کہ وہ ارشاد نبوی "لا نبی بعدی" کا منکر اور مکذب ہے۔

چہارم یہ کہ جملہ "لا نبی بعدی" جملہ "انا خاتم النبیین" کی تفسیر ہے اور لافنی جنس کا ہے چونکہ یہ داخل ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے۔ اور جنس نبی کا کوئی فرد بھی میرے بعد مستحق نہ ہوگا اور چونکہ نبی عام ہے کہ خواہ صاحب شریعت ہو یا کسی کا تابع ہو اور رسول خاص ہے اس لئے لا نبی بعدی میں مطلق نبی کی نفی فرمادی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا خواہ تشریعی ہو یا غیر

تشریحی۔ کیونکہ یہ تو مطلق نبی کی قسمیں ہیں اور جب سرے سے مقسم ہی نہ رہا تو قسمیں کہاں متحقق ہو سکتی ہیں اقسام کا بدو من مقسم کے اور افراد کا بدو من کلی کے پایا جانا عقلاً محال ہے۔

پتھم یہ کہ اس حدیث سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں اور یہ معنی نہیں کہ آپ انبیاء کی مہر یا زینت ہیں۔ اس لئے کہ حدیث کا یہ جملہ آپؐ نے مدعیان نبوت کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اس لئے ان کا دعویٰ نبوت انکے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے پس اگر خاتم النبیین کے معنی مہر اور زینت کیلئے جائیں تو ان کے جھوٹا ہونے کی دلیل کیسے ہوگی۔ بلکہ حدیث کے معنی یہ ہونگے کہ میرے بعد بہت سے کذاب اور دجال نبوت کا دعویٰ کریں گے اور حالانکہ میں نبیوں کی مہر ہوں میری مہر سے نبی نہیں گئے اور ظاہر ہے کہ یہ معنی بالکل لغو اور مہمل ہیں اور جملہ لانی بعدی کے صریح منافی اور منافی ہیں بلکہ انا خاتم النبیین کے بعد لانی بعدی کا اضافہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ خاتم کے معنی مہر کے نہیں بلکہ آخر کے ہیں اور اسی طرح مسند احمد اور معجم طبرانی میں حذیفہ بن الیمانؓ سے مرفوعاً یہ الفاظ مروی ہیں۔

انا خاتم النبیین لانی میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا

کوئی نبی نہیں۔

بعدی۔

اس روایت میں بھی خاتم النبیین کے بعد جملہ لانی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا اس لئے کہ بلا غنت کا

قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثابہ جملہ اولیٰ کیلئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو اور عطف بیان چاہتا ہے۔ کمال اتحاد کو اور کمال وحدت اور مغائرت جمع نہیں ہو سکتی۔ ایک اور حدیث یحییٰ جس سے اس آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ تعجب سے اس محل کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی؟ سو میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا ہے اور وہ عمارت مجھ پر ختم ہوئی اور رسولوں کا سلسلہ بھی مجھ پر ختم ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء مکمل قصیر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطافا بہ النظام یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سدادت موضع اللبنۃ ختم فی النبیان وختم فی الرسل وفی الروایۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ متفق علیہ مشکوٰۃ شریف۔ باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

میں ہی ہوں اور میں بیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

ہر چیز کی ایک ابتدا ہوتی ہے اور ایک انتہا اسی طرح عمارت نبوت کی بھی ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا۔ اس عمارت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام

سے ہوئی اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ عمارت ختم ہوئی۔ قصر نبوت کی تکمیل کے لئے ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی آپ کی ذات برکات نے اس جگہ کو پورا کر دیا اور قصر نبوت کی عمارت بالکل مکمل ہو گئی اب اس میں کسی اینٹ کی جگہ باقی نہیں کہ اس میں کسی تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کی اینٹ داخل ہو سکے۔ مرزا صاحب قصر نبوت میں اپنی ایک اینٹ داخل کرنا چاہتے ہیں لیکن وہاں کوئی جگہ نہیں۔ لہذا وہ اینٹ چونکہ قصر نبوت کا جزو نہیں بن سکتی۔ اس لئے اس کو کہیں ادھر ادھر پھینک دیا جائے گا۔ خدا سوچنے کا مقام ہے کہ جب آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے لئے قصر نبوت میں کسی قسم کی گنجائش نہ نکل سکی۔ سلیمۃ الہند اور اسود قادیان کے لئے کہاں جگہ نکل سکتی ہے۔ البتہ کفر اور دجل کی عمارت میں اس قسم کی اینٹ کوٹنے کا ہرا ہو سکتی ہے۔

ناظرین کرام پر مخفی نہیں کہ حدیث مذکور کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قصر نبوت کی عمارت کو ختم کر دیا۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں ابھی قصر نبوت کی عمارت ناتمام ہے اور بہت سی اینٹوں کی اس میں گنجائش ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی تو آخر النبیین ہی کے ہیں جس نبی پر یہ آیت اتری اُس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ الغرض حق و زور و

کی طرح واضح ہے کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور اگر اس کے بعد بھی کوئی شک باقی رہے تو پھر میں وہی عرض کروں گا جو حضرت الاستاذ مولانا الشاہ سید محمد انور نور اللہ وجہد یوم القیامۃ ونصرہ (آمین) نے اپنے فارسی رسالہ خاتم النبیین ص ۶۴ میں تحریر فرمایا ہے۔

از حال این مخدولان چنان معلوم می شود کہ اگر حق تعالیٰ سوگند خورد کہ مراد من این است کہ من بعد او هیچ گونه کلام نبی خواهم فرستاد گفتندے کہ ہاں ہاں لفظ ہمین است کہ تو گفتی لیکن مراد تو اینست کہ این سلسلہ را جاری داری بطریق۔

ان بد نصیب اور محروم القسمت لوگوں کے حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر حق تعالیٰ شہادے بھی قسم کھا کہ فرمائیں کہ خاتم النبیین سے میری مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجوں گا تو یہ بد نصیب جواب میں کہیں گے کہ ہاں ہاں یہ لفظ (خاتم النبیین) کا تو درست ہے مگر آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ سلسلہ نبوت فلاں طریق سے اب جاری رکھیں گے۔

مرزائی مفسر کا اعتراف و اقرار | مرزا محمد علی لاہوری مرزائی نے اپنی تفسیر میں اس امر کا صاف اعتراف کیا

ہے کہ ختم نبوت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں وہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر ہیں۔ چنانچہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

”اور خاتم کے معنی مہر بھی ہیں اور آخر بھی اور کسی قوم کے خاتم اور خاتم سے مراد ان میں سے آخری ہونا ہے ختام القوم و خاتمہم و خاتمہم آخرہم (اور خاتم اور خاتم اور خاتم ہمارے نبی صلعم کے اسماء میں سے ہیں اور خاتم النبیین اور خاتم

النبیین کے معنے ہیں آخری نبی (آدم) اور آپ کو خاتم النبیین کہا اسلئے کہ نبوت کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا۔ (رخ) خاتم النبیین کے معنے لغت سے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنے رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ پس نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔ یہاں ان سب احادیث کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں جن میں خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے یا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا نہ آنا بیان کیا گیا ہے اور یہ احادیث متواترہ ہیں جو صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں۔ حدیث اول جس میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر زبان نبوی سے مروی ہے متفق علیہ ہے مثلی و مثل الانبیاء مکمل رجل بنی بنیاناً فاحسنه واجمله الاموضع لبنۃ من نراوید فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون ہلا وضعت ہذا اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ یعنی میری مثال اور نبیوں کی مثال ایک شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا اور خوبصورت بنایا سوائے کوٹنے کی اینٹ کے تو لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب کرتے اور کہتے یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی سو میں وہ اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور دوسری حدیث متفق علیہ میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر یوں کی ہے ہے اند سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعمای یعنی میری امت میں تیس کذاب ہوں

گے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تیسری حدیث میں جو مسلم ترمذی نسائی کی ہے یہ ذکر ہے کہ مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے جن میں سے چھٹی یہ ہے کہ ختم نبیوں یعنی میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے ہیں۔ وہاں بجائے خاتم النبیین کے یہ لفظ رکھ کر بتا دیا کہ خاتم النبیین سے ہی مراد ہے نہ کچھ اور۔ وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی درحقیقت خاتم النبیین کی تفسیر ہی ہیں بہت سی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں نبی کے بعد نبی آتا تھا لیکن میرے بعد نبی نہ آئیگا بلکہ خلفائے ہونگے اور ایک حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرض ہوتا۔ اور ایک میں ہے کہ علیؑ کی نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور ایک میں ہے کہ میرا نام عاقب ہے اور عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ انا العاقب والعاقب لیس بعدا نبی اور ایک میں ہے کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات اور ایک میں ہے کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی اور دس حدیثوں میں ہے لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری نبی کہا گیا ہے چھ ہیں۔ اس قدر بدست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بیانات اور اصول دینی سے انکار ہے۔ انتہی کلامہ ۱۵۱۵ ج ۳۔

مرزائی مفسر سے ایک استفسار | مرزائی مفسر نے اخیر میں اس امر کا صاف

اقرار کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصول دین کا انکار ہے اور ظاہر ہے کہ اصول دین کا انکار صریح کفر ہے اب سوال یہ ہے کہ آیا مرزا صاحب ان آیات بینات اور اصول دینی کے منکر تھے یا نہیں مرزا صاحب کی بیشتر عبارات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونیکے منکر تھے تو مرزا صاحب اس اصول دینی کے انکار کی بنا پر کافر ہوئے یا نہیں۔ نیز مرزا بشیر الدین احمد صاحب جو ختم نبوت کے منکر ہیں وہ آپ کے نزدیک کافر ہیں یا نہیں اور اگر نہیں تو باوجود اصول دین کے انکار کے کیوں کافر نہیں اور اگر کافر ہیں تو ان کی تکفیر کا اعلان ضروری ہے تاکہ عوام کو اشتباہ نہ ہے۔

نیز جو مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے ان کو تو آپ کافر سمجھتے ہیں اور جو لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟

ختم نبوت پر مرزا صاحب کی تصریحات | اب میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ دعویٰ نبوت سے

پہلے خود مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھتے تھے کہ جواب تک تمام امت نے سمجھے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔

حمامۃ البشری صفحہ ۶۶ و ۶۷ میں آیت (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ) کی

تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں: ہمارے نبی علیہ السلام خاتم النبیین ہیں۔ بغیر کسی استثناء کے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر آنحضرت کے بعد ہم کسی نبی کے ظہور کے مجوز بنیں گے تو نبوت کا دروازہ بند ہونیکے بعد اسکے کھلنے کے قائل ہو جائینگے اور یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی خلاف ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد کسی طرح کوئی نبی آسکتا ہے۔ حالانکہ آپ کے بعد وحی کا انقطاع ہو چکا ہے اور نبی آپ کیساتھ ختم ہو چکے ہیں۔ اور ازالۃ الادہام صفحہ ۵۲۲ پر لکھتے ہیں کہ ”مسیح کیوں کر آسکتا ہے وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار وہیں اس کو آنے سے رکتی ہے“ اور پھر اسی ازالۃ الادہام کے صفحہ ۵۳۲ پر لکھتے ہیں: ”لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟“ اور حماتۃ البشری صفحہ ۹۶ میں لکھتے ہیں ”وما کان لی ان ادعی النبوة وَاخِرُ من الاسلام والحق بقوم کافرین یہ مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کفار سے جا ملوں۔“ اور ازالۃ الادہام صفحہ ۳۱۰ پر لکھتے ہیں ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرائے وحی رسالت مسدود ہے یہ بات خود معنی ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے اور سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔“ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم خاتم النبیین کے بعد نہ کسی نئے نبی کا آنا جائز رکھتا ہے اور نہ کسی پرانے نبی کا۔ پس اگر مرزا صاحب نے

نبی ہیں تو تب نہیں آسکتے اور اگر پُراپنے نبی ہیں تو تب بھی نہیں آسکتے خود مرزا کے اقرار سے دروازہ بند ہے۔

حمارۃ البشری صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں :- واما ذکر نزول عیسیٰ بن مریم
فما کان لمؤمن ان یحمل هذا الاسم المذکور فی الاحادیث علی ظاہر معناہ
لانہ یخالف قول اللہ عزوجل مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِ الْکُفْرِ وَلَکِنُّ
رَّسُولَ اللّٰهِ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ الاتعلم ان السورہ الرحیمہ المتفضل سی بینا
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ بینا صلی اللہ علیہ وسلم
فی قولہ لا نبی بعدی بیان واضح للطالبین ولوجہ نزولنا ظہور نبی بعد نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم لہو نزولنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقہا وهذا
خلق وکیف یجب نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد
وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین انعتقد بان عیسیٰ الذی انزل علیہ الانجیل
هو خاتم الانبیاء لا رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم انعتقد ان ابن مریم یأتی و
ینسخ بعض احکام القرآن ویزید بعضا یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے
بارے میں کسی مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اس کلام کو جو حدیث میں آیا ہے ظاہری معنی
پر محمول کرے کیونکہ آیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِ الْکُفْرِ کے خلاف ہے کیا تم کو معلوم نہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور اس
میں کسی کا استثناء نہیں کیا اور پھر اسی خاتم النبیین کی خود اپنے کلام میں تفسیر فرماتے
ہوئے فرمایا لا نبی بعدی جو سمجھنے والوں کیلئے واضح بیان ہے۔ اگر ہم جائز
رکھیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دروازہ وحی نبوت کا

بند ہونے کے بعد کھل جائے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے حالانکہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا ہے۔ کیا ہم اعتقاد رکھیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں اور وہی خاتم الانبیاء بنیں؟ ہمارے رسولؐ

مرزا صاحب کی ان تمام عبارات سے اور خصوصاً آخری عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور مقصود آیت کا یہ ہے کہ آپؐ کی آمد سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی پُرانا نبی آ سکتا ہے اور نہ نیا نبی۔ اور مرزا صاحب نے یہ بھی تصریح فرمادی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر اپنے کلام میں لانا نبی بعدی سے فرمائی معلوم ہوا کہ خاتم النبیین اور لانا نبی بعدی میں باعتبار معنی کے کوئی فرق نہیں اسلئے کہ بیان اور مبین اور تفسیر اور مفسر متحد بالذات ہوتے ہیں۔

شبهہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی یہ تحریرات نمبر ایک شبہ اور اس کا جواب | ۱۹۰۱ء سے پیش تر کی ہیں کہ جس وقت مرزا صاحب کو نبوت نہیں ملی تھی لہذا یہ تمام تحریریں منسوخ کہی جائیں گی۔

جواب

یہ ہے کہ نسخ عقائد میں جاری نہیں ہوتا نسخ احکام میں ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ جو بات پہلے کفر کی تھی وہ بعد میں اسلام بن جائے۔ نیز انبیاء کفر سے قبل از نبوت بھی پاک ہوتے ہیں۔ نیز بد عقل اور بد فہم کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔

مرزائی جماعت کے ایک سوال

مرزا صاحب کی ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعوائے نبوت سے پہلے مرزا صاحب بھی خاتم النبیین کے معنے وہی سمجھتے تھے کہ جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے اور کسی نئے اور پرانے نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی سمجھتے تھے اور ختم نبوت کے انکار اور ختم الانبیاء کے بعد دعوائے نبوت کو کفر بتلاتے تھے۔ مرزا صاحب کا یہ پہلا عقیدہ تھا اور اب دعوائے نبوت کے بعد مرزا صاحب خاتم النبیین کے دوسرے معنی بیان کرتے ہیں جس کی بناء پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہو گیا اور جس مذہب میں وہی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے اور یہ کہتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا وہ کافر اور بے ایمان ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ خاتم النبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں پس اگر خاتم النبیین کے بعد معنی صحیح ہوں کہ جو مرزا صاحب نے دعوائے

نبوت کے بعد بیان کئے اور جس کی بناء پر نبوت کا جاری رہنا ضروری ہوا تو یہ لازم آئے گا کہ اس تیرہ صدی میں جس قدر بھی مسلمان اس عقیدہ پر گزرے وہ سب کافر اور بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ سے لے کر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری اور دعوائے نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے کافر ہے۔ دعوائے نبوت کے بعد مرزا صاحب کا ایمان صحیح اور درست ہوا۔ اور پچاس برس تک مرزا صاحب کفر اور شرک کی گندگی میں آلودہ و رملوث

ہے اور عبادت اور بد عقلی کے داغ سے داغی ہے کہ پچاس برس تک آیات اور احادیث کا مطلب غلط سمجھتے رہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ کافر اور غبی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص تمام امت کی تکفیر و تفسیل اور تحقیق و تجہیل کرتا ہو وہ بالاجماع کافر اور گمراہ ہے اور اگر خاتم النبیین کے پہلے معنی صحیح ہوں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا صاحب بھی دعوائے نبوت سے پہلے ہی سمجھتے تھے تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوں اور مرزا صاحب دعوائے نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہو جائیں۔ غرض یہ کہ خاتم النبیین کے جو نسے بھی معنی لئے جائیں۔ مرزا صاحب ہر صورت میں کافر ہیں۔

چند اہام اور ان کا ازالہ | آیت خاتم النبیین کی تفسیر واضح ہو چکی ہے۔ اب اس میں کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں لیکن مرزائی صاحبان باوجود حق واضح ہونے کے پھر بھی شک اور شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اہام کا بھی ازالہ کر دیا جائے شاید حق تعالیٰ شانہ کی توفیق سے امر حق ان کی سمجھ میں آ جائے۔ وما ذلک علی اللہ یعزیز۔

وہم اول

اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کیسے صحیح ہوگا۔

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا جیسے آخری
انزال اولاد اور آخری بیٹے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بعد کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا،
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے پیدا ہوئے اور آپ سے پہلے پیغمبر ہوئے۔
 البتہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے بعد پیدا ہوئے لہذا مرزا صاحب کا وجود
 تو ختم نبوت کے منافی ہوگا لیکن حضرت عیسیٰ کا نزول ختم نبوت کے معارض نہ ہوگا۔
 حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں بہت سے پیغمبر پیدا ہوئے مگر سب سے اخیر میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ
 السلام آسمان سے زمین پر اترے اور یہاں آکر دل گھرایا تو حضرت جبریلؑ نے
 اذان دی اور اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو حضرت آدمؑ نے حضرت جبریلؑ
 سے پوچھا کہ محمد کون ہیں تو یہ جواب دیا:-

آخرو لدک من الانبیاء (وہا بن علی) پیغمبروں میں آپ کے آخری بیٹے ہیں۔

یعنی آپ کی اولاد میں سب سے آخری نبی آپ پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 آپ سے پہلے ہی ہو چکے البتہ ان کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ طویل
 ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صد ہا سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور ابھی زندہ ہیں۔ اخیر زمانہ میں امت محمدیہ کا ایک
 مجدد ہونے کی حیثیت سننے نازل ہوں گے نبی ہونے کی حیثیت سے نزول نہ ہوگا۔
 نزول کے بعد اپنی نبوت و رسالت اور اپنی کتاب یعنی انجیل اور اپنی شریعت
 کی طرف سے کسی کو دعوت نہیں دیں گے بلکہ خاتم النبیین کا نائب بن کر لوگوں کو خالص
 قرآن و حدیث کے احکام پر چلائیں گے اور خود بھی شریعت محمدیہ کے اتباع اور

بیروی کو اپنے لئے باعثِ صد فخر و ناز سمجھیں گے۔ خاتم الانبیاء ہی کی شریعت کا دینکا بجائیں گے اس لئے شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو حشر ہونگے ایک حشر انبیاء و رسل کے زمرہ میں ہوگا اور دوسرا حشر امتِ محمدیہ کے زمرہ میں ہوگا

مرزا صاحب تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶
مرزا صاحب کا خود اقرار و اعتراف میں لکھتے ہیں ضرور ہوا کہ وہ شخص جس

پر یہ تمام و کمال دورۂ آدمیت ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ پس جس طرح مرزا صاحب کے نزدیک خاتم الاولاد کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بعد عورت کے پیٹ سے کوئی پیدا نہ ہو اسی طرح خاتم النبیین کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے پیدا ہوئے۔ مقامِ تعجب اور مقامِ حیرت ہے کہ کسی پرانے نبی کا آنا خاتم النبیین کے مخالف ہو مگر قادیان میں کسی ایسے نبی اور رسول کا آنا جو تمام انبیاء و مرسلین بلکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اعلیٰ اور افضل ہو یہ خاتم النبیین کے خلاف نہ ہو۔ مفضل نبی کی آمد کے لئے تو آمد کا دروازہ بند ہے اور تمام انبیاء سے افضل اور برتر کی آمد کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اس بات کی علامت ہے کہ اب سلسلۂ انبیاء میں کوئی فرد اور کوئی عدد باقی نہیں رہا اس لئے پہلے ہی نبی کو لانا پڑا۔

وہم دوم

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے بعد آپ کی مہر اور تصدیق اور اتباع سے قیامت تک نبی بنتے رہیں گے۔

یہ شبہ بالکل لغو اور مہمل ہے۔ لغت اور قواعد عربیت کے بھی خلاف **النام** ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم کے معنی یہ ہوں کہ جس کی مہر سے قوم بنے اور خاتم المہاجرین کے معنی یہ ہوں کہ جس کی مہر سے مہاجر بنیں اور خاتم الاولاد کے معنی یہ ہوں کہ جس کی مہر اور تصدیق اور اتباع سے اولاد بنے سبحان اللہ کیا عجیب و غریب حقائق و معارف ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ کا تو مقصد یہ ہے کہ آپ کو اس لئے خاتم النبیین بنا کر بھیجا تاکہ سلسلہ نبوت ختم ہو اور مرنا صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اس لئے نہیں بلکہ انبیاء نراشی اور پیغمبر سازی یعنی نبی بنانے کے لئے آپ کو بھیجا۔ علاوہ انہیں یہ مہمل تاویل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت و لکن نبیا ختم النبیین اور ان احادیث میں جن میں آخر الانبیاء اور لابی بعدی کا لفظ آیا ہے نہیں چل سکتی نیز خاتم کے معنی ختم کرنے والے کے ہیں پس اگر آپ کی مہر یا اتباع سے نبی بننے لگیں تو آپ خاتم نبوت نہ ہونگے بلکہ فاتح نبوت ہونگے یعنی نبوت کا دواڑہ کھولنے والے ہونگے۔

وہم سوم

مرزا صاحب ضمیر حقیقۃ الوحی ص ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ میں ظلی طور پر مستند ہوں

پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔

یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ استہزاء اور تمسخر ہے کہ ماں بھی چوری
ازالہ ہو گیا اور مہر بھی نہیں ٹوٹی۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت پر مہر لگائی مگر مرزا صاحب
 نے نبوت کو اس طرح ہوشیاری سے چھڑایا کہ چوری بھی کر لی اور خدا کی لگائی ہوئی
 مہر اسی طرح رہی۔ کیا یہ حق جل شانہ کے ساتھ تمسخر نہیں۔ جو شخص بادشاہ کے ساتھ
 اتحاد کا دعویٰ کرے اور بادشاہ کا لقب اپنے لئے ثابت کرے بلاشبہ وہ شخص
 باغی اور قابلِ گروں زدنی ہے۔ نیز حضراتِ انبیاء اگرچہ نور نبوت کے اعتبار سے
 سب متحد ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ لیکن شخصیت
 کے اعتبار سے بلاشبہ اشخاص متغائرہ ہیں۔ ہر نبی کی ذات بابرکات علیحدہ اور جدا
 ہے۔ زمانہ ہر ایک کا جدا، مکان ہر ایک کا جدا، صفات اور معجزات ہر ایک سے
 جدا۔ اسی تغائر شخصی کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا تاکہ معلوم
 ہو جائے کہ ختم نبوت کا دار و مدار روحانی اتحاد پر نہیں بلکہ شخصی تغائر پر ہے اور یہ
 واضح ہو جائے کہ اجراء نبوت یعنی دعویٰ پیغمبری کے لئے محبانہ اتحاد کا دعویٰ ذرہ
 برابر مفید نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام میں اتحاد
 نہیں تھا لیکن باوجود کمال اتحاد و محبت اور باوجود کمال اخوت و صداقت کے
 موسیٰ علیہ السلام اپنے مقام پر تھے اور ہارون علیہ السلام اپنے مقام پر
 نہیں۔ اگر بالفرض والتقدیر یہ ثابت ہو جائے کہ اس شخص کو حقیقتاً نہ کہ سیاست
 فنانِ الرسول کا مقام حاصل ہے تب بھی اس کو نبی کا لقب نہیں مل سکتا۔ اس لئے
 کہ اگر فنانِ الرسول کی وجہ سے غیر تشریفی اور غیر مستقل نبی کا لقب مل سکتا ہے۔

تو مستقل رسول اور مستقل نبی کا لقب کیوں نہیں مل سکتا، اور فنا فی اللہ کی وجہ سے اللہ اور خدا کا لقب کیوں نہیں مل سکتا۔

ظلی اور بروزی نبوت کا عنوان محض فریب ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ چونکہ قرآن اور حدیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے، اس لئے مرزا صاحب نے ان نصوص قطعیہ کی ظاہری مخالفت سے بچنے کے لئے ایک جدید اصطلاح اختراع کی کہ جس کا کہیں کتاب سنت اور اقوال صحابہ اور علماء امت میں کوئی نام و نشان نہیں، وہ یہ کہ میں حقو کے قائم النبیین موعنے کا قائل ہوں، اور میری نبوت محض ظلی اور بروزی نبوت ہے، یہ سب دھوکہ اور فریب ہے۔ اور درحقیقت مراد حقیقی نبوت ہے۔ مرزا صاحب کی بے شمار عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب تشریحی اور مستقل نبوت کے مدعی ہیں، جس پر مفصل کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ مرزا صاحب حقیقۃ النبوة صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶ میں بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ لکھتے ہیں۔

”میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت قائم النبیین تھے، مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں، اور نہ اس سے ہر خاتمیت ٹوٹی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت دَاخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی قائم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؑ رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“

پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ سایہ اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عینیت کا دعوے کیا ہے کہ میں بعینہ محمد رسول اللہ ہوں۔ دنیا کا کون نادان اس کو قبول کر سکتا ہے کہ قادیان کا ایک دیوان بعینہ سید الانس والجان ہو اور پھر اس پر یہ دلیل کہ سایہ اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ نہ معلوم اس سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ مراد ہے کہ سایہ اور ذی سایہ بالکل عین اور متحد ہوتے ہیں تو سراسر بدامنت اور عقل کے خلاف ہے۔ ظل اور اصل کا عین اور متحد ہونا بدیہی البطلان ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ ذی ظل کی کوئی صفت اور کوئی شان اس میں آجائے، تو اس اعتبار سے یہ مطلب ہوگا کہ حضور کی صفات نبوت اور کمالات رسالت کا ایک سایہ اور پرتوہ ہوں تو اس سے نہ نبوت ثابت ہوتی ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد اور عینیت کا دعوے ثابت ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے السلطان ظل اللہ فی الارض۔ بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے۔

تو کیا اس سے خلفاء اور سلاطین کا بعینہ خدا ہونا ثابت ہو جائے گا۔ علاوہ انہیں یہ طلّیت امت محمدیہ کے تمام علماء اور صلحاء کو حاصل ہے۔ اس میں مرزا صاحب کی کیا خصوصیت؟ امت میں جو بھی کمال ہے وہ حضور ہی کی نبوت کا سایہ اور پرتوہ ہے۔

یہ کہ مرزا صاحب نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے اس قسم کے تبلیغیں خلاصہ کلام | آمیز عنوان اختیار کئے کبھی اپنے آپ کو ظلی نبی نہ تسلیم کیا۔ اور

کبھی بروزِ نبوت کی عوام اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں کہ میری نبوت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ورنہ درحقیقت مرزا صاحب اپنی نبوت کو تمام انبیاء کی نبوت سے افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں مگر اہل علم اور اہل فہم خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی تبلیغات اور ملمع کاریوں سے حقائق فرعیہ نہیں بدل سکتے۔ یہ ظلی اور مجازی اور بروزِ نبوت کی اصطلاح محض مرزا صاحب کی اختراع ہے۔ کتابِ سنت اور اقوالِ صحابہ اور تابعین میں کہیں اس کا نام و نشان نہیں۔ کسی قسم کی نبوت کا بھی اگر کوئی دروازہ کھلا ہوا ہوتا تو سب سے پہلے اُن مقدس اور پاک ہستیوں پر کھلتا کہ جو شمع نبوت پر پروانوں کی طرح گرے اور آپ کے عشق اور محبت میں ایسے غرق اور فنا ہوئے کہ اولین اور آخرین میں کہیں اس کی نظیر نہیں جس طرح آپ پر نبوت ختم ہوئی اسی طرح آپ پر محبوبیت اور آپ کی امت پر محبت اور عاشقیّت ختم ہوگئی۔ آسمان اور زمین نے نہ ایسا محبوب دیکھا اور نہ ایسے عاشق جان نثار دیکھے نہ ایسی شمع نبوت دیکھی اور نہ ایسے پروانے دیکھے۔

اگر کسی قسم کی نبوت کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہوتا تو اس یارِ غار اور رفیقِ جان نثار کو جس کو حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ثانی الخنین اور اتقی اور اولوا الفضل کے لقب سے سرفراز کیا ہے اس کو کوئی نہ کوئی ظلی اور بروزِ نبوت ضرور ملتی۔

فاروقِ اعظمؓ کے متعلق ارشادِ نبوی ہے :

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمِّي میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

کلمہ لَوْ محاورہ عرب میں محالات کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا، قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ الْإِلَٰهَةُ الْوَحْدُ اور اَمْرٌ مَكْنُونٌ

کے لئے کلمہ اِنْ اور اِذَا مستعمل ہوتا ہے۔ پس اس حدیث میں کلمہ لَوْ کا استعمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا محال اور ناممکن ہے اس لئے بطور فرض محال کے بیان فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر رضہ ہوتا لیکن میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی بھی نبوت باقی ہوتی تو عمر رضہ کے لئے ضرور ثابت فرماتے۔ اس لئے کہ خود حضور نے حضرت عمر رضہ کو فاروق اور محدث من اللہ اور علیہم بالصلوات جیسے معزز القاب سے سرفراز فرمایا ہے۔

مسند بنار اور معجم طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مثنوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری چار وزیروں سے تائید فرمائی دو آسمان والوں میں سے ہیں ایک جبریل اور ایک میکائیل اور دو زمین والوں میں سے ہیں ابوبکرؓ اور عمرؓ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۰۰)۔ معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ زمین میں جبریلؑ اور میکائیلؑ کا نمونہ اور ہم رنگ ہیں اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر باتدبیر ہیں مگر کسی قسم کے نبی نہیں۔ اور اگر بالفرض والتقدیر نبی ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور امتی ہوتے مگر یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت بالکل ختم ہو چکی ہے۔ حسب شہادت نبوی ابوبکر و عمر کی تو یہ شان تھی ۵

نقش آدم لیک معنی جبریل

رستہ از جملہ ہوا و فوٹال و قیل

جب رشک جبریل و میکائیل نبی نہ ہوئے تو کیا ہم رنگ عزرائیل نبی بنیں گے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک تشریف لے جانے لگے تو حضرت علی
 کرم اللہ وجہہ کو اہل بیت کی نگرانی کے لئے چھوڑا تو حضرت علیؑ نہ بخیرہ ہو کر عرض کیے
 لگے کہ یا رسول اللہ مجھ کو بیٹوں اور عورتوں میں چھوڑ کر تشریف لے جائے ہیں (یعنی
 دوسرے اجباب تو جہاد میں حضور کے ہم رکاب ہوں گے اور میں یہاں غمِ فرقت میں
 بے تاب رہوں گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تسلی کے لئے یہ ارشاد
 فرمایا:-

الارضی ان تکون منی لے علی! کیا تو اس بات پر رضی نہیں؟
 بمنزلہ ہارون فرموسی کہ تجھ کو مجھ سے وہ نسبت ہو کہ جو ہارون
 الا انه لیس نبی بعدی - کو موسیٰ علیہ السلام سے تھے لیکن میرے
 (بخاری غزوہ تبوک) بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام مستقل نبی نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 وزیر اور تابع تھے اور توریت اور شریعت موسویہ کے تابع تھے۔ مطلق نبوت میں
 دونوں شریک تھے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو دو چیزیں حاصل تھیں۔ ایک تو
 موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شرکت فی النبوت اور دوسری وزارت اور نیابت۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک جاتے وقت جب حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کو یہ فرمایا کہ تو میرے جانے کے بعد میرا قائم مقام ہے جیسا کہ ہارون علیہ السلام
 موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے کوہ طور پر جانے کے بعد تو غلط فہمی سے

لے کا قال تعالیٰ: اَکْبَا عَنْ الْکَلِیْمِ وَاجْعَلْ لِّی وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِی هَارُونَ ؑ مِنْهُ عَافَا اللّٰهُ عَنْهُ۔

پچنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا ”الا انه ليس بعدى نبى“ یعنی تم میرے نائب اور قائم مقام ہو گے، نبی نہ ہو گے۔ تم کو حضرت ہارون سے صرف قائم مقامی اور نیابت میں مشابہت ہے، نبوت میں مشابہت نہیں اس لئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ ”الا انه ليس بعدى نبى“ میں نبوت غیر مستقلہ کی نفی مراد ہے اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مستقل نبوت کا تو تو تم بھی نہیں ہو سکتا اور پھر خصوصاً آپ کی موجودگی اور زمانہ حیات میں کس کو یہ وہم اور خطرہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو من جانب اللہ مستقل کتاب اور مستقل شریعت عطا ہو جائے گی۔ اور مستقلاً ان پر اللہ کی وحی نازل ہونے لگے گی۔ علاوہ ازیں مستقل نبی کا کسی کے قائم مقام ہونا اس کے استقلال کے منافی ہے۔ اب اس تمام تقریر سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ”الا انه ليس بعدى نبى“ میں نبوت غیر مستقلہ کی نفی مراد ہے۔

اور علیؑ ہذا اگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبِ نداء حضرت ابراہیمؑ زندہ ہوتے تو وہ بھی مستقل نبی نہ ہوتے بلکہ آپؐ ہی کی شریعت کے تابع ہوتے۔ معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد نبوت غیر مستقلہ بھی باقی نہیں رہی اور یہ تمام روایتیں نہ باہم متعارض اور متناقض ہیں اور نہ آیت ”خاتم النبیین“ اور حدیث ”لانی بعدی“ کے معارض اور منافی ہیں اس لئے کہ سب جگہ حکم فرماتی اور تقدیری ہے اور مطلب سب کا یہ ہے کہ اگر یقرض محال میرے بعد نبوت باقی ہوتی تو میرے بعد صحابہ کی ایک جماعت ہوتی جن کو میرے بعد نبوت ملتی جن میں عمرؓ اور علیؓ اور ابراہیمؑ ہوتے لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔ اس لئے میرے صحابہ میں سے کسی کو نبوت نہیں ملی۔

وہم چہارم

خاتم النبیین کی آیت میں النبیین پر الف لام عہد کا ہے اور النبیین سے خاص تشریحی انبیاء مراد ہیں کہ جو جدید کتاب اور جدید شریعت لے کر آئے۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریحی انبیاء کے خاتم ہوں گے مطلق انبیاء کے خاتم نہ ہوں گے۔

اسم پہلے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ النبیین میں الف لام استغراق کا ہے اور لغت ازالہ اور محاورہ عرب کے اعتبار سے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں یعنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والے۔ الف لام عہد کے لئے یہ شرط ہے کہ معبود کا کلام سابق میں صراحتاً یا اشارۃً ذکر ہو۔ اور اس آیت کے سیاق و سباق میں کہیں تشریحی انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ مطلق انبیاء کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ اِلٰى قَوْلِهِ الَّذِيْنَ يَبْلِغُوْنَ رِسَالَتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ۔

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ میں تمام انبیاء داخل ہیں اور علیٰ ہذا خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانا اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرنا یہ مطلق نبوت کے لئے لازم اور نبی کے لئے ضروری ہے ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ احکام خداوندی کی تبلیغ اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرنا، یہ فریضہ فقط تشریحی انبیاء کا ہے۔ غیر تشریحی نبی کے لئے یہ باتیں ضروری نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب تو اس معمولی اور گھٹیا نبوت پر راضی نہیں ہو رہے تو مستقل نبوت اور مستقل رسالت کے اور تشریحی نبوت کے مدعی ہیں۔

مرزائی جماعت سے چند سوال

یہ مسئلہ فریقین میں متفق علیہ ہے کہ تشریعی نبوت کا دعویٰ کفر ہے خود مرزا صاحب کی تصریحات اس پر موجود ہیں کہ جو شخص تشریعی نبوت کا دعویٰ کرے — وہ شخص کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ اختلاف صرف نبوت غیر مستقلہ کے بارے میں ہے کہ آیا وہ جاری ہے یا وہ بھی ختم ہو گئی۔ اس لئے اب اس کے متعلق فریق مخالف سے چند سوال ہیں:-

(۱) یہ کہ مرزا صاحب نے اول اپنی کتابوں میں تشریعی نبوت کے دعویٰ کو صریح کفر قرار دیا اور پھر خود صراحۃً تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا یہ صریح تناقض اور تعارض نہیں؟ اور کیا مرزا صاحب خود اپنے اقرار سے کافر نہیں ہوئے؟

(۲) یہ کہ جب مرزا صاحب تشریعی نبوت اور مستقل رسالت کے مدعی ہیں تو پھر ان کو خاتم النبیین میں اس تاویل کرنے سے کہ غیر تشریعی نبی مراد ہیں کیا فائدہ ہوا؟

(۳) یہ کہ نصوص قرآنیہ اور حدیث احادیث نبویہ سے مطلقاً نبوت کا انقطاع اور اختتام معلوم ہوتا ہے اس کے برعکس کوئی ایک روایت بھی ایسی ہے کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر ہے تو پیش کی جائے۔

(۴) یہ کہ نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

(۵) کیا وہ معیار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود نہ تھا کہ جس کی بناء پر حضرات صحابہ باوجود افضل الامۃ اور خیر القرون ہونے کے اس منقبت سے محروم رہے۔

(۶) کیا اس سارے تیرہ سو سال کی طویل و عریض مدت میں ائمہ حدیث اور ائمہ اجتہاد اور اولیاء و عارفین اور اقطاب و ابدال و مجددین میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں گزرا کہ جو علم و فہم اور ولایت اور معرفت میں مرزا صاحب کے ہم پیر ہوتا اور نبوت غیر مستقلہ کا منصب پاتا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت میں سوائے قادیان کے و ہقان کے کوئی بھی نبوت کے قابل نہ نکلا۔

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے بعض ان میں سے تشریعی نبوت کے مدعی تھے جیسے صالح بن طریف اور بہاء الحق بابی اور بعض غیر تشریعی نبوت کے مدعی تھے جیسے ابو عیسیٰ وغیرہ۔ ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟ وہ بھی کوئی ظلی اور بروزی اور مجازی وغیرہ کی تاویل کر لیں گے۔

وہم ششم

خاتم النبیین کا اطلاق ایسا ہے جیسا کہ کسی کو خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین لکھتے ہیں۔ کسی کے نزدیک یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اب اس کے بعد کوئی محدث اور مفسر پیدا نہ ہوگا۔ بلکہ یہ کلام بطور مبالغہ استعمال ہوتا ہے۔

مرزائی جماعت کا یہ بڑا مایہ ناز شبہ ہے اور طرہ یہ ہے کہ اس کی تائید میں ایک روایت بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد محرم حضرت عباسؓ سے فرمایا:-

اظمئن یا عرفانک خاتم
اسم جہاہ آپ اطمینان رکھئے اس لئے

المہاجرین فی المہجرۃ کہا کہ آپ ہجرت کے بارے میں ایسے ہی

انا خاتم النبیین فی النبوة۔ خاتم المہاجرین میں جیسے میں دربارہ

(کنز العمال ص ۱۸ ج ۶) نبوت خاتم النبیین ہوں۔

اس وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ خاتم المفسرین اور خاتم المحدثین اور خاتم المحققین
ازالہ اس قسم کے محاورات میں بھی خاتم کے معنی آخری کے ہیں۔ بندہ کو چونکہ آئندہ کی
خبر نہیں ہوتی اس لئے اپنے زعم کے مطابق یہ سمجھ کر کہ یہی آخری محدث اور آخری مفسر
ہیں۔ خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین کہہ دیتا ہے۔

یہ محاورہ اسی مقام پر استعمال ہوتا ہے کہ جہاں کسی کی افضلیت ثابت کرنی
ہو اور ظاہر ہے کہ افضلیت جب ہی ثابت ہو سکتی ہے کہ جب کمال اور افضلیت
کا آخری اور انتہائی درجہ اس کے لئے ثابت کیا جائے چونکہ بندہ اس قسم کے الفاظ
کو مجاز اور مبالغہ پر محمول کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ محدثیت اور تحقیق
کمالات کسب میں سے ہے جو بندہ کے کسب اور اختیار سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ قیامت
تک ان کا دروازہ کھلا رہے گا۔ کسی کو خاتم المحدثین کہنے کے بعد کسی کا تو کیا خود کہنے والے
کا بھی یہ گمان نہیں ہوتا کہ اب اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔ پس باوجود اس
علم کے یہ محاورہ یا تو بطور مبالغہ بولا جاتا ہے یا بطور تاویل کے کہ یہ اپنے زمانہ کے آخری
محقق اور آخری محدث ہیں۔ ورنہ اگر اس قسم کی تاویل نہ کی جائے تو یہ کلام لغو اور
بہل بلکہ صریح کذب ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ کلام اس ظلم و جہول اور نادان انسان
کا ہے جس کو یہ خبر بھی نہیں کہ کل کون محدث اور مفسر اور کون فاسق و فاجر پیدا ہوگا۔
اس نے اپنے زعم اور اپنے خیال کی بناء پر اگر کسی کو خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین کہہ

دیا اپنے علم کے مطابق استعمال کرتا ہے اس لئے اسی قسم کے الفاظ کو نیز۔

دیا تو کیا خداوند علام الغیوب کہ جس کے علم محیط سے کوئی ذرہ باہر نہیں اس کے کلام حقیقت الیام کو بھی اسی بندۂ ظلم و جہول کے ظنی اور تخمینی اور مبالغہ آمیز کلام پر قیاس کیا جائے گا۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ اس علیم وخبیر نے جس کے لئے خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا ہے، وہ یقیناً حقیقت پر محمول ہوگا۔ خداوند علام کے کلام کو کسی طرح مجاز اور شاعرانہ مبالغہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ بلا ضرورت حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کو اختیار کرنا باجماع علماء اصول و عربیت ناجائز ہے۔ علاوہ ازیں جب آیات اور روایات اور اقوال صحابہ و تابعین اور تمام مفسرین اور محدثین کی تصریحات سے یہ ثابت ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں تو آپ اس کے بعد کسی کو لب کشائی کا منصب ہی باقی نہیں رہتا۔ عجیب بات ہے کہ جس فاضل بابرکات پر خاتم النبیین کی آیت نازل ہوئی اس کے بیان کردہ معنی تو معتبر نہ ہوں اور مرزائی صاحبان کے اُلٹے سیدھے بیان کردہ معنی معتبر ہو جائیں۔ اور اگر بالفرض والتفتیر خاتم النبیین کے یہی عرفی اور مجازی اور ثانوی معنی مراد لئے جائیں تو پھر آپ کی خصوصیت ہی کیا ہوئی؟ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو بھی اس عرفی معنی کے اعتبار سے خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔

حدیث عباسؓ کا مطلب

یہ حدیث عباسؓ کا مطلب، سو وہاں بھی خاتم بمعنی آخری ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت فرض تھی۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہ رہی تھی جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے لا ہجرة بعد الفتح حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے کچھ ہی قبل

ہجرت فرمائی۔ جیسا کہ اصابہ میں ہے :-

هاجر قبل الفتح بقليل وشهد
الفتح۔
حضرت عباس نے فتح مکہ سے کچھ ہی
پہلے ہجرت فرمائی اور فتح مکہ میں حاضر
ہوئے۔ (اصابہ ص ۶۶ ج ۲)

اس لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس کا صدمہ اور غم تھا کہ میں ہجرت میں
سابقین اولین میں سے نہ ہوا اور سابقیت کی فضیلت مجھ کو حاصل نہ ہوئی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اگر سابقیت کی فضیلت مجھ کو
حاصل نہ ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اگر سابقیت
کی فضیلت فوت ہوگئی تو خاتمیت کی فضیلت تو حاصل ہوگئی جس طرح سابقیت فضیلت
کی وجہ سے اسی طرح خاتمیت بھی فضیلت کی وجہ سے اور فرمایا کہ تم خاتم المہاجرین ہو۔
جس طرح میں خاتم النبیین ہوں۔ دونوں جگہ خاتم کے معنی آخری کے ہیں۔ حضرت عباس رضی
آخری مہاجر تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔

وہم ششم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ یہ فرماتی ہیں قولوا
خاتم النبیین ولا تقولوا لانی بعداہ یعنی آپ کو خاتم النبیین کہو مگر یہ نہ کہو کہ
”لانی بعداہ“ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ
کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے۔ نبوت ابھی ختم نہیں ہوئی۔
ازالہ | حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بتمامہ مجمع البحار کے تکرار میں مذکور

ہے۔ مرزائی جماعت نے اس کو نا تمام نقل کیا ہے۔ ہم اس کو بعینہ اور بتمامہ نقل کرتے ہیں وہ ہوتا ہے۔

وفی حدیث عیسیٰ
انه یقتل الخنزیر
ویکسر الصلیب و
یزید فی الحلال اے
یزید فی حلال نفسہ
بان یتزوج بقبل رفعہ
الی السماء فزاد بعد
الہبوط فی الحلال
فحبثت یوم من کل
احد من اهل الکتاب
یتیقن بانہ بشر و
عن عائشہ قولوا انه
خاتم الانبیاء ولا
تقولوا لانی بعدہ
وهذا ناظر الی نزول
عیسیٰ وهذا ایضاً
لا ینافی حدیث لانی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے
کہ حضرت عیسیٰ نزول کے بعد خنزیر کو
قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور
اپنے نفس کی حلال چیزوں میں اضافہ
کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور آپ
کی اولاد ہوگی کیونکہ حضرت عیسیٰ نے
آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نکاح
نہیں فرمایا تھا۔ آسمان سے اترنے کے
بعد نکاح فرمائیں گے (جو لوگ بشریت
سے ہے) پس اس حال کو دیکھ کر ہر شخص
اہل کتاب میں سے اُن کی نبوت پر ایمان
لے آئے گا اور اس بات کا یقین کرے گا
کہ عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ ایک بشر ہیں
خدا نہیں جیسا کہ نصاریٰ اب تک سمجھتے
ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو یہ منقول
ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ آپ کو خاتم النبیین
کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی

بعد مے لانا مراد آنے والا نہیں، ان کا یہ ارشاد حضرت

لانی ینسخ شرعہ

عیسیٰ کے نزول کو پیش نظر رکھ کر تھا اور

حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنے کا

لانی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ حضرت

(تکملہ مجمع البحار)

عیسیٰ نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ

(ص ۵۷)

وسلم ہی کی شریعت کے تابع ہوں گے اور

لانی بعدی کی مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی

نہ آئے گا جو آپ کی شریعت کا نسخ ہو۔

(انتہی)۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ

کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کا

آنا جائز سمجھتی ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کلمہ لانی بعدی کے ظاہری عموم سے یہ مفہوم ہوتا

ہے کہ آپ کے بعد اگلا اور پچھلا اور پورا نا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حالانکہ احادیث صحیحہ

اور صحیحہ اور متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول قطعاً ثابت ہے۔

اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خیال ہوا کہ مبا و اعمام اس ظاہری عموم کی وجہ سے

حدیث لانی بعدی کو نزول عیسیٰ بن مریم کے منافی اور معارض نہ سمجھ جائیں اس لئے

احتیاطاً اس موسم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے محض عوام کو

ابہام سے بچانے کے لئے لانی بعدی کہنے سے منع فرمایا۔ اور اسی قسم کا قول حضرت

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عن الشعبي قال قال رجل
عند المغيرة بن شعبه
صلى الله على محمد خاتم
الانبياء لا نبى بعده -
فقال المغيرة بن شعبه
حسابك اذا قلت خاتم
الانبياء فاننا كنا نحدث
ان عيسى عليه السلام
خارج فان هو خرج فقد
كان قبله وبعده -
(تفسير درمنثور)

(ص ۲ ج ۵)

گا

پس جس طرح حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے قائل ہیں مگر محض عقیدہ
نزدول عیسیٰ بن مریم کی حفاظت کے لئے لانی بعدی کہنے سے منع فرمایا اسی طرح
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النبیین کے لفظ
سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا کہ جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام
کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا اور حاشایہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ
لانی بعدی کا لفظ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور خود حضرت عائشہ صدیقہ

شعبي سے منقول ہے کہ ایک شخص نے
حضرت مغیرہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ
رحمت نازل کرے محمد پر جو کہ خاتم
الانبياء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں
حضرت مغیرہ نے فرمایا خاتم الانبياء کہہ
دینا کافی ہے۔ یعنی لانی بعدی کہنے کی
ضرورت نہیں کیونکہ ہم کو یہ حدیث پہنچی
ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں
گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان
کا آتا ہے نبی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
ہوا اور ایک آنا حضور کے بعد ہو

رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے :-

عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یبقی بعدہ من النبوة الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ وما المبشرات قالوا یا رسول اللہ وما المبشرات قال الرؤیا الصالحة یراها المسلم وتروی لہ۔۔۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت کے اجزاء میں سے سوائے مبشرات کے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا اچھا خواب جس کو مسلمان خود دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے لئے دیکھے۔

(کذا فی الكنز وروایۃ

احمد الخطیب)

پس جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے لانا نبی بعدہ کہنے سے اس لئے منع فرمایا کہ وہ آپ کے بعد نبوت کو جاری سمجھتی تھیں۔ نیز لانا نبی بعدہ کا بعینہ وہی مطلب ہے جو خاتم النبیین کا ہے۔ اختتام نبوت پر دونوں لفظ یکساں طور پر دلالت کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ممانعت کی یہ وجہ نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ لفظ لانا نبی بعدہ میں عموم کی وجہ سے بظاہر عوام کیلئے ایہام کا اندیشہ تھا کہ کوئی غلط فہمی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار نہ

کر دے اس لئے عقیدہ عوام کی حفاظت کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ فقط لفظ خاتم النبیین پر اکتفا کرو کیونکہ یہ لفظ اختتام نبوت و رسالت کے بیان کرنے کیلئے کافی اور شافی ہے اور آپ کی فضیلت اور سیادت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور لا نبی بعدی کا لفظ مست استعمال کرو جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف اس کا ایہام ہوتا ہے۔ اور لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ گزے کہ یہ حدیث دوسری حدیث کے معارض ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اگر ختم نبوت کی منکر ہوتیں تو خاتم النبیین کہنے کا کیوں حکم دیتیں کہ جو مصراع ختم نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ مرزائی صاحبان کے نزدیک ایک مجہول الاسناد اثر تو معتبر ہو جائے اور صحیح اور صحیح روایتوں کا دفتر کا دفتر معتبر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لفظ ان کی خواہش کے مطابق کہیں سے مل جائے وہ تو قبول نہیں آفکلمنا جاءکم رسول بما لا تهوى انفسکم استکبرتم۔

مرزائی مفسر کی شہادت

مرزا محمد علی لاہوری اپنے ترجمۃ القرآن ص ۱۵۱ جلد ۳ پر لکھتے ہیں:

”اور ایک قول حضرت عائشہ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں۔ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا الانبیاء بعدہ خاتم النبیین کہو اور یہ یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول میں ہوتے کسی صحابی کے قول میں

ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہوتے مگر وہ معنی درپن قائل ہیں اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النبیین کے معنی لانی بعدی کئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے روکی جاتی ہے۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کہے جائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں خاتم النبیین کافی ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا خاتم الانبیاء لانی بعدہ تو آپ نے فرمایا خاتم الانبیاء تجھے کہنا بس ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النبیین واضح ہیں تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں اور اتنی حدیثوں کے مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی چہ جائیکہ صحابی کا قول ہو جو شرعاً حجت نہیں انتہی۔

وہم، مستم

شیخ محی الدین بن عربی اور بعض بزرگوں کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد مطلقاً نبوت مرتفع نہیں ہوئی بلکہ تشریعی نبوت مرتفع ہوئی اور حدیث نبوی لانی بعدی کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہ ہوگا کہ جو آپ کی شریعت کے خلاف ہو بلکہ آپ ہی کی شریعت کے ماتحت ہوگا

شیخ محی الدین بن عربی اور کل اولیاء اور عارفین اور تمام صوفیائے کرام اس
 ازالہ پر متفق ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء
 اور آخری نبی ہیں اور جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور مرتد
 اور واجب القتل ہے۔ نبوت بالکلیہ منقطع ہو گئی آپ کے بعد کسی قسم کی کوئی نبوت
 باقی نہیں رہی البتہ نبوت کے کچھ اجزاء اور کچھ کمالات امت کے افراد میں باقی ہیں
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں کہ جس کے ملنے سے کسی کو
 نبی کہا جاسکے۔ البتہ نبوت کے کچھ اجزاء اور کچھ خصائص اور کچھ شمائل باقی ہیں۔ جیسا
 کہ حدیث میں ہے:

ذہبت النبوة وبقیت نبوت تو جاتی رہی اور بشارت دینے
 المبشرات۔
 والے خواب باقی رہ گئے۔

حدیث میں ہے کہ روئے صالحہ نبوت کا چالیسواں جزو ہے اور کمالات
 نبوت کے ساتھ متصف ہونا انصاف بالنبوة کو مستلزم نہیں۔ جس طرح سر انسان
 کا جزو ہے مگر سر کو انسان نہیں کہہ سکتے اسی طرح روئے صالحہ نبوت کا جزو ہے
 مگر اس کو نبوت نہیں کہہ سکتے اور سچا خواب دیکھنے والے کو نبی نہیں کہہ سکتے اور
 حضرات صوفیہ کا یہ کلام عین شریعت کے مطابق ہے اور کوئی عالم علماء شریعت میں
 سے اس کا منکر نہیں۔

جاننا چاہیے کہ یہاں آیات اور احادیث میں دو مضمون آئے ہیں۔ ایک
 مضمون تو یہ ہے کہ یہ عہدہ ہی ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ قیامت تک عہدہ
 نبوت کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ نبی امتی فداہ نفسی اپنی ذاتی

اشخاص انبیاء کے خاتم ہیں۔ پیغمبروں کے جس قدر افراد دنیا میں آئے تھے وہ آچکے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کے آخر نبی فرد ہیں۔ پہلے مضمون کو حدیث میں اس عنوان سے بیان کیا گیا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ینایھا الناس انما لم	وسلم نے فرمایا اے لوگو! نبوت
یبق من النبوة الا المبعوثات	میں سے صرف مبعثرات (بشارت
مدادہ البخاری فی کتاب	دینے والے خواب) باقی رہ گئے ہیں
التعبیر	بخاری نے کتاب التبعیر میں روایت
	کیا ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے ذہبت النبوة وبقیة المبعثات۔ اس قسم کی احادیث عہدہ نبوت کے ارتقاع اور انقطاع کے بیان کیلئے آئی ہیں۔ اور دوسرے مضمون کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کے افراد اور اشخاص کے خاتم ہیں اس کو قرآن کریم نے خاتم النبیین کے عنوان سے اور حدیث نے خاتم الانبیاء اور آخر الانبیاء اور لانی بعدی کے عنوان سے بیان کیا ہے اور یہ دوسرے مضمون پہلے مضمون کے منافی تو کیا ہوتا بلکہ غایت درجہ مؤید اور مستلزم ہے۔

شیخ محمد الدین بن عربی کی یہی مراد ہے کہ نبوت ختم ہو گئی اور نبوت کے کچھ اجزاء اور کمالات اور مبعثرات باقی ہیں۔ چنانچہ شیخ فتوحات میں فرماتے ہیں:۔

قاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرؤيا لجزء
من اجزاء النبوة فقد بقي
للناس في النبوة هذا وغيره
ومع هذا لا يطلق اسم النبوة
ولا النبي الا على المشرع
خاصة فحجر هذا الاسم
لخصوص وصف معين في
النبوة۔

(فتوحات ۲۹۵ ج ۲)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
فما تطلق النبوة الا لمن
اتصف بالمجموع فذلك
النبي وتلك النبوة التي
حجرت علينا وانقطعت
فان جملتها التشريع بالوحي
الملكی وذلك لا يكون الا
للنبي خاصة۔

(فتوحات ص ۵ جلد ۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
بتلا دیا کہ سچا خواب نبوت کا ایک جزء
ہے لوگوں کے لئے نبوت میں اس
قسم کے اجزاء باقی رہ گئے ہیں۔ مگر
باوجود اس کے لفظ نبوت اور لفظ
نبی کا اطلاق سوائے مشرع کے (یعنی
جو خدا کی طرف سے احکام شرعیہ لے
کر آئے) اور کسی پر نہیں ہو سکتا اس
نام کی بندش نبوت میں کسی خاص
صفت کی بناء پر کر دی گئی ہے۔

نبوت کا اطلاق جب ہی ہو سکتا ہے
کہ جب نبوت کے تمام اجزاء کے ساتھ
علی وجہ اکمال والتمام موصوف ہو۔
پس ایسا ہی نبی اور ایسی ہی نبوت جو
تمام اجزاء کو جامع اور حاوی ہو ہم پر
(یعنی اولیاء پر) بند کر دی گئی اور منقطع
ہو گئی۔ اس لئے کہ منجملہ اجزاء نبوت
تشریع احکام ہے کہ جو فرشتہ کی وحی

سے ہو اور یہ امر نبی کے ساتھ مخصوص

ہے کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتا۔

شیخ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا هلك كسرى فلا كسرى

حب كسرى شاه فارس هلاك هو

بعده واذا هلك قيصر فلا

جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری

نہ ہوگا۔ اور جب قیصر شاہ روم ہلاک

قیصر بعده۔

ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔

پس جس طرح قیصر و کسری کے مرنے کے بعد قیصر و کسری کا نام ختم ہوا مگر ملک

فارس اور روم موجود رہا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور نبی کا

نام اٹھ گیا مگر نبوت اور اس کے اجزاء مسلمانوں میں باقی رہے یعنی قرآن و حدیث اور

کمالات نبوت۔

شیخ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ختم ہو گئی البتہ اس کے کچھ اجزاء اور

کمالات اور مبشرات باقی ہیں جیسا کہ ذہبت النبوة و بقیت المبشرات

سے صاف ظاہر ہے) اور نبی اور نبوت کا اطلاق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب

تک کہ نبوت کے تمام اجزاء (جن میں تشریع احکام بوحی ملکی بھی داخل ہے) علیٰ وجہ

الکمال والتمام متحقق نہ ہوں اور تشریع احکام بوحی ملکی نبی اور مقام نبوت کے لئے

لازم ہے بغیر تشریع کے نبوت متحقق نہیں ہو سکتی۔ نبوت کا اصل دار و مدار تشریع

پر ہے۔ جب تشریع نہ ہو تو نبوت بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ شیخ کے نزدیک غیر تشریعی

نبوت نبوت ہی نہیں بلکہ وہ اجزاء نبوت ہیں جن کو اصطلاح صوفیہ میں ولایت کہا جاتا ہے۔ لہذا شیخ اکبر کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ غیر شرعی نبوت کی بقا کے قائل ہیں بالکل غلط ہے۔ ان کے نزدیک تشریع نبوت کا جزو لا ینفک ہے بغیر تشریع کے ان کے نزدیک نبوت ہی متحقق نہیں ہو سکتی نہ یہ کہ نبوت تو ہے مگر شرعی ہے اور جو اجزاء نبوت کے باقی ہیں نہ وہ نبوت ہیں اور نہ ان کی بناء پر نبوت اور نبی کا اطلاق جائز ہے اور اگر بالفرض یہ معنی تسلیم بھی کر لئے جائیں تو عجیب نہیں کہ شیخ اکبر کا نبوت غیر شرعی کی بقا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف اشارہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نزول کے بعد بھی نبی ہوں گے مگر وہ شرعی نبی نہ ہوں گے یعنی ایسی سابقہ شریعت پر عامل نہ ہوں گے بلکہ شریعت محمدیہ کے تابع اور ماتحت ہوں گے۔

علاوہ ازیں جب صد ہا نصوص اور احادیث نبویہ اور آثار صحابہ و تابعین اور کل علماء شریعت و طریقت کی تصریحات سے یہ معلوم ہو گیا کہ ختم نبوت امت محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور خود شیخ اکبر کی بیشمار تصریحات نصوص اور فتوحات وغیرہ میں موجود ہیں کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اور آپ انہی نبی ہیں تو پھر ان تصریحات کے بعد شیخ کی مجمل اور مبہم عبارات کو پیش کرنا اور ختم نبوت کے بارے میں شیخ کی صریح عبارات کو نظر انداز کر دینا اور نصوص شریعت اور اجماع امت کے خلاف راہ نکالنا کون سا دین اور عقل ہے۔

نبوت رسالت کا انقطاع اور اختتام اور کمالات نبوت کا بقا اور دوام اور حضرات صوفیہ کا کلام معرفت الہیام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہرگز در بیش و کم نمے باید زد از حد بیرون قدم نمے باید زد
عالم ہمہ مرآت جمال ازلی است مے باید دید و دم نمے باید زد

کل ما فی الکون وهم او خیال

او عکس فی المرآیا او ظلال

موجود حقیقی صرف ایک ہے جب جل مجدہ کی ذات بابرکات ہے اور باقی
سب معدوم۔ سوائے باری تعالیٰ کے کسی کا وجود حقیقی نہیں۔ سب کا وجود مجازی
اور مہوم ہے۔ حقیقی وجود کی تو کسی ممکن نے خوشبو بھی نہیں سونگھی اور سونگھ بھی نہیں
سکتے۔ جس طرح زمین اپنی اصل ذات کے اعتبار سے مظلم اور تاریک ہے اور جو روشنی
ہے وہ آفتاب کا ایک عکس اور پرتو ہے اسی طرح سارا جہان اپنی اصل حقیقت کے
لحاظ سے نور وجود سے بالکل محروم اور عاری ہے۔ عدم اور فنا کے سوا اس عالم کی کوئی

حقیقت نہیں۔ کما قال تعالیٰ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهٌ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ۔ وقال تعالیٰ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ عَدَم اور فنا کو ممکن کی عین
حقیقت اور یا ذاتیات سے قرار دو کسی صورت میں عدم ممکن سے جدا نہیں ہو سکتا
ہر ممکن کو عدم کا ایک آئینہ سمجھو کہ جس میں واجب الوجود کے وجود ازیلی اور صفات
کما یہ منعکس ہو رہی ہیں۔ نور السموات والارض نے اپنے جمال جہاں آمد اور
نور وجود کو کسی آئینے میں دیکھنے کا ارادہ فرمایا اس لئے اپنے بے چون و چوں وجہ
کو اس آئینہ عدم کی طرف متوجہ فرمایا۔ ہر عدم نے اپنی اپنی استعداد اور فطرت کے
مناسب اس کے وجود ازیلی اور صفات کمال کے عکس کو قبول کیا جس عدم پر وجود
واجب کا عکس پڑتا رہا وہ موجود کہلانے لگا۔ جس کے وجود کی حقیقت عکس اور
پر توہ سے زائد نہیں۔ جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے ۔

کل ما فی الکون دھما وخیال

او عکس فی السرایا وطلال

ابتداءئے آفرینش سے اسی طرح سلسلہ جاری رہا کہ وجود ازیلی اور صفات
قدیمہ کا عکس ممکنات کے عداات پر وقتاً فوقتاً اور متفرقاً پڑتا رہا۔ یہاں تک
کہ حق جل شانہ نے اس خلاصہ موجودات اور خلاصہ عالم یعنی انسان کو احسن تقویم
میں پیدا فرمایا تاکہ صفات الہیہ کا مجموعہ اور مظہر اور تجلی گاہ بن سکے۔ جیسا کہ حدیث
میں ہے:

خلق اللہ آدم علی صورتہ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی

صورت پر پیدا فرمایا۔

پس خلیفہ ساخت صاحب سیمہ
تا بود شاہیش را آئینہ

امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے
آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت کے لئے اس لئے خاص فرمایا کہ آدمی ایک جامع نسخہ
ہے جو کمالات تمام موجودات میں متفرقا ہیں، وہ تنہا انسان میں مجتمعاً موجود ہیں۔
علوی اور سفلی، ارضی اور سماوی، روحانی اور حیوانی تمام کائنات کے نمونے اس
میں موجود ہیں۔ انسان عالم امکان کا تو حقیقتہً خلاصہ اور اجمال ہے۔ مگر مرتبہ و جوب
سے بطریق صورت یعنی عکس اس کو حصہ ملا ہے یعنی واجب جل شانہ کی صفات
واجبہ کا مظہر اور تجلی کا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:-

ان الله خلق آدم على صورته۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت

پر پیدا کیا۔

مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، اپنی ذات اور صفات میں بے چون و چگون
ہے اور روح آدم کو اپنی شان بے چونی و چگون کی ایک تصویر اور نمونہ بنایا۔ اور
کسی کا خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کی صورت پر ہو اور چونکہ روح کو بے چون
و چگون کی صورت پر پیدا کیا اس لئے حقیقی بے چون و چگون کی گنجائش اس میں
ہو سکی۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے:-

لا یسعنی ارضی ولا سمائی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ کو نہ میری زمین

ولکن یسعنی قلب عبد المؤمن سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان لیکن

میرے مومن بندہ کا دل مجھ کو سما سکتا

ہے۔ یعنی میرے عکس اور تجلی کو
برداشت کر سکتا ہے۔

قلبِ مومن کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ بے چونی اور چگونگی کی صورت پر مومن
ہی کا قلب رہتا ہے۔ بخلاف کافر کے کہ اس کا قلب چونی اور چندی میں گرفتار
ہو کر وحوش اور بہائم کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے۔ کما قال تعالیٰ اُولَٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَفْضَلُ۔ وقال تعالیٰ۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ
کذا فی المکتوبات ص ۳۹ ج ۱۔

امام غزالی اپنے رسالہ (المفتون بعلی غیر اہلہ) میں فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا
کوئی مثل نہیں کیسے کی مثال شئیء لیکن اس کے لئے مثال ضرور ہے۔ کما قال تعالیٰ
وَكَهٗ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خلق اللہ آدم علی
صورتہ۔ اس سے مقصود حق جل و علا کی مثال بیان کرنا ہے نہ کہ مثل۔ یعنی
انسان حق تعالیٰ شانہ کی حیات اور علم اور قدرت اور سمع اور بصر اور ارادہ اور
حکیم کی ایک مثال ہے اور انسان حق سبحانہ کی ان صفاتِ سبعہ کا ایک عجیب
نمونہ ہے کہ یہ تمام صفات انسان کے چہرہ سے بیک وقت نمایاں ہیں۔ انسان
اگر ان صفات کے ساتھ متصف نہ ہوتا تو حق تعالیٰ کا ان صفات کے ساتھ
متصف ہونا کیسے سمجھتا انتہی کلامیہ۔

مثال سے مقصود محض تعلیم و تفہیم ہوتی ہے اس لئے بارگاہِ خداوندی میں
مثال دینے کی اجازت دی گئی ورنہ اس کی ذات اس سے بھی پاک اور منزہ ہے۔
لے بڑے از وہم وقال قیل من خاک بر فرق من و تمیل من !

رحم سرما بر قصورِ فہمہا لے وراءِ عقلمہا و وہمہا

آدم بر سرِ مطلب

پس جس طرح خداوند ذوالجلال کی صفات کمال کا انعکاس ممکنات اور کائنات پر ہوتا ہے۔ اسی طرح کمالاتِ نبوت کا انعکاس قلوبِ اہم پر اپنی اپنی استعداد کے موافق ہوتا ہے۔ جس طرح ائیمہ اور پیغمبر اپنی قابلیت اور ذاتی استعداد کے موافق بنے آفتابِ نبوت کی شعاعوں کا عکس قبول کرتے ہیں۔

جس ذاتِ بابرکات کو حق جل شانہ اپنی نبوت و رسالت سے سرفراز

فرماتے ہیں۔ وہ ذات ان صفات کمال کا معدن اور منبع ہوتی ہے کہ جو ذات ممکن

کے لئے ممکن ہیں۔ نبی کی ذات صدیقیت، محمدیت اور تفہیم الہی اور امامت اور

حکمت اور علم لدنی اور معرفت اور تزکیہ اور ہدایت اور تائید بروح القدس

اور خلافت اور ہدی صالح اور سمت حسن اور رُیلئے صالحہ اور تمام اخلاق فاضلہ

کی جامع ہوتی ہے۔ نبی کی ذات ان تمام کمالات کے ساتھ بالذات متصف ہوتی

ہے اور باقی تمام امت اسی آفتاب کے انعکاس سے ان صفات سے بہتر

اپنی استعداد کے بالفرض متور اور روشن ہوتی ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی مناسبت

اور استعداد اور قابلیت کے موافق آفتاب کے انوار و تجلیات کا عکس قبول کرتا

ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قلب پر آپ کی شان صدیقیت کا عکس پڑا

تو صدیق ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قلب پر شانِ تحدیث اور مکالمہ

خداوندی کا عکس پڑا تو محدث اور مکلم ہو گئے۔ آپ کی شانِ امانت کا پر توہ ابو عبیدہ

پر پڑا تو امین الامت کہلائے۔ عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور

بنے آفتاب کی روشنی قبول کرتے ہیں اس طرح امتی بھی اپنی استعداد کے موافق بنے۔

عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) پر آپ کی شانِ تعلیم
الکتاب والحکمۃ کا عکس پڑا تو فقہاء امت کہلائے۔ ابوذر غفاری پر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی شانِ زہد اور استغناء عن الدنیا کا عکس پڑا تو زاہدِ امت کہلائے۔ غرض یہ
کہ ہر شخص نے اپنی اپنی فطرت اور طبیعت کے مناسب کمالات نبوت کے انعکاس
کو قبول کیا اور اس رنگ میں رنگا گیا۔

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باریکات کمالات صوریہ اور معنویہ
اور احوال ظاہری اور باطنی دونوں کی جامع تھی۔ احوال باطنی کہ جس میں من جانب اللہ
حقائق اور معارف کا انکشاف ہوتا ہے۔ لسانِ شریعت میں اس کو ولایت سے
تعبیر کرتے ہیں۔ اور احکامِ ظاہری کہ جس میں حلال و حرام کے احکام امت کو بتلائے
جاتے ہیں۔ ان احکام کے مجموعہ کا نام شریعت ہے اور ظاہر ہے کہ ولایت کا تعلق
صرف اپنی ذات سے ہوتا ہے اور شریعت کا تعلق دوسروں سے ہوتا ہے۔ اس
لئے احکامِ شریعت دوسروں پر حجت ہیں نہ کہ احکامِ ولایت۔ ولایت حجت
لازمہ ہے بشرطیکہ قواعد شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اور شریعت حجت ملزمہ ہے۔
جس سے دوسروں پر الزام اور حجت قائم ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ ولایت
اور شریعت دونوں نبوت و رسالت کے دو شعبے ہیں۔ اس لئے شیخ اکبر نے شعبہ
ولایت کو غیر تشریعی نبوت کے عنوان سے اور شعبہ شریعت کو تشریعی نبوت کے نام
سے تعبیر کیا ہے۔ اولیاءِ امت پر نبوت کے شعبہ ولایت کا انعکاس ہوا جس کو
شیخ اکبر نبوت غیر تشریعی کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جس سے علم لدنی کے چشمے ان
حضرات کے قلوب صافیہ میں جاری ہو گئے اور قلوب کے امراض اور ان کے اسباب

وعلائات اور ان کی تشخیصات اور معالجات ان پر منکشف ہوئے اور اسی گروہ نے احوال باطنی کی محافظت کی اور علم الاحسان یعنی علم التصوف کو مدون کیا۔ اور فقہاء اور مجتہدین کے قلوب پر نبوت کے شعبہ شریعت کا عکس پڑا جس کو شیخ اکبر نبوت تشرعی کے نام سے موسوم کرتے ہیں جس سے ان حضرات کی بصیرت اور عقل اور فراست ایسی روشن اور منور ہو گئی کہ دن ہی میں ستارے نظر آنے لگے اور ثری سے ثریا تک ان کی دُور بین نگاہیں پہنچنے لگیں۔ کتاب اور سنت کی عمق اور گہرائیوں میں جو علم کے یواقتیا اور جواہر ستور تھے۔ غوطہ لگا کر نکال لائے۔ اس طبقہ نے آپ کی شریعت کی محافظت اور نگرانی کی اور علم احکام اور علم فقہ کو مدون کیا اور احکام شریعت کے حقائق اور دقائق اور لطائف و معارف کے بیان میں تحقیق و تدقیق کے سدرۃ المنتہی تک پہنچ گئے جن کو دیکھ کر عقل یہ کہتی ہے۔

اگر یک سرِ موئے بر تیرم !

من روغ تجلی بسوزد یرم !

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی خداوندی سے امت کو حلال و حرام کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح ائمہ اجتہاد نے آپ کی شریعت کو سامنے رکھ کر غیر منصوص مسائل میں اجتہاد فرمایا اور احکام حلال و حرام مستنبط فرمائے۔ اور عوام کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ حضرات فقہاء کا اجتہاد اور استنباط تشریع انبیاء کا ایک عکس اور پیر توہ ہے۔ حضرات انبیاء کی تشریع قطعی اور یقینی ہے اور مجتہدین کی تشریع جو بصورت استنباط ظنی ہے۔ انبیاء کی تشریع مستقل ہے اور مجتہدین کی تشریع انبیاء کرام کے بتلائے ہوئے علوم میں اجتہاد کر سکتے ہیں خود بخود ایذا نہیں کر سکتے۔ تشریع

انبیاء میں نسخہ ہے اور تشریع مجتہدین میں رجوع عن الاجتہاد ہے۔ اور چونکہ نبوت میں شریعت اور تشریع غالب ہوتی ہے اور ولایت مغلوب۔ اس لئے حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل اور حدیث العلماء درۃ الانبیاء میں علماء کی تخصیص فرمائی اور اسی وجہ سے علماء قیامت کے دن انبیاء و رسل کی صف میں ہوں گے اور ہر نبی کے ساتھ اس کی امت کا ایک دو عالم یا زیادہ اس کے یمن و یسار میں کھڑا ہوگا اور جس طرح انبیاء اپنی اپنی امتوں پر شہید ہوں گے اسی طرح اس امت کے علماء تمام اہم پر شہید ہوں گے۔

یہ تمام مضمون ایواقیت و الجواہر ص ۸ ج ۲ سے ماخوذ ہے حضرات اہل علم اصل سے مراجعت فرما سکتے ہیں۔

الحاصل حضرات صوفیہ کی اصطلاح میں نبوت کے دو شعبے ہیں۔ ایک تشرعی شعبہ اور ایک غیر تشرعی شعبہ۔ غیر تشرعی شعبہ کا عکس قلوب اولیاء پر پڑا جس کا ظہور الہام اور انکشاف معارف اور صدور کرامات و خوارق عادات کی شکل میں ہوا اور نبوت کے تشرعی شعبہ کا انعکاس قلوب مجتہدین پر بزرگ اجتہاد ہوا اور یہ اجتہاد حاشا و کلا تم حاشا و کلا شریعت اور تشریع نہیں بلکہ تشریع نبوی کا ایک ادنیٰ سا عکس اور پرتوہ اور معمولی سا ظل اور سایہ ہے۔

پس جس طرح کمالات الہیہ اور صفات خداوندی کے انعکاس سے کوئی کسی قسم کا الہ اور خدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کمالات نبوت کے انعکاس سے کوئی کسی قسم کا ہرگز ہرگز نبی نہیں ہو سکتا۔ تمام اولیاء اور عارفین اس پر متفق ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اولیاء اللہ اور

عارضین نبوت کے غیر شرعی شعبہ کے محض عکس اور پرتوہ ہیں۔ نبی نہیں اور فقہاء اور محدثین نبوت کے شرعی شعبہ کے محض عکس اور پرتوہ ہیں۔ نبی نہیں اور دنیا میں کوئی ولی اور صوفی اس کا قائل نہیں کہ اولیاء غیر شرعی نبی ہیں اور فقہاء اور محدثین شرعی نبی ہیں اگر علماء اہل سنت کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو علماء امتی کا نبیاء بتی اسی اٹیل میں کاف تشبیہ داخل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ مشبہ اور مشبہ بہ مغائر ہوتے ہیں۔ اگر علماء اہل سنت کو نبوت مل سکتی تو کانبیاء بنی اسرائیل نہ فرماتے بلکہ جس طرح بنی اسرائیل کو وجعل نیکر انبیاء سے خطاب کیا گیا۔ اسی طرح اس اہل سنت کو بھی کہا جاتا۔ اور حدیث میں ہے من صلی خلفا عالم تقی فکانما صلی خلف نبی جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا کہ نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس حدیث میں لفظ کانما بھی اختتام نبوت کی مشیر ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیہ اتم و احکم۔

دلیل دوم

قَالَ تَعَالَى الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

اس آیت شریفہ میں حق جل شانہ نے ایک خاص انعام کا ذکر فرمایا ہے جو وہ ہے کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو ہر طرح سے کامل اور مکمل کر دیا۔ قیامت تک کے لئے معاش اور معاد کی تمام ضرورتوں کے لئے ایک مکمل

دستور العمل عطا فرمایا کہ جو حکمتِ علمیہ اور عملیہ اور سیاستِ ملکیہ اور مدنیہ اور عقائد و اعمال اور احکامِ حرام و حلال کا جامع ہے۔ کوئی حکمت ایسی نہیں چھوڑی کہ جس کو صراحت یا اشارۃً بیان نہ کرویا ہو۔ جو علوم اور معارف ادیان سابقہ میں تھے۔ ان سب کا عطر اور لب لباب اس دینِ متین میں لے لیا گیا۔ جس چیز کا صراحتہً بیان کرنا مناسب تھا اس کو اشارۃً بیان کر دیا۔ غرض یہ کہ کوئی شے ایسی نہیں چھوڑی کہ ضرورت اور حاجت ہو۔ اور اس کو بیان نہ کر دیا گیا ہو۔ لہذا اب اس میں نہ کسی اضافہ اور ترمیم کی گنجائش ہے اور نہ کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے آپ کا دین تمام ادیان سے بہتر ہوا اور تمام ادیان کا ناسخ ہوا۔ اور تمام ادیان دینِ اسلام سے منسوخ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ دینِ آخری دین ہے اور یہ امتِ آخری امت ہے اور یہ نبیِ آخری نبی ہیں اس لئے کہ ناسخ وہی ہوگا کہ جو آخر ہوگا اور اس اکمالِ دین سے ”میں نے تم پر اپنا انعام اور احسان پورا کر دیا“ کہ تم کو ایسا کامل اور مکمل دین عطا کیا کہ جو کسی کو نہیں عطا کیا۔ اور اسی دینِ اسلام کو ہمیشہ کے لئے تمہارا دین بننے کے لئے پسند کیا۔ یعنی قیامت تک دینِ اسلام ہی کا دور دورہ ہے گا۔ اب اس کے بعد کوئی دوسرا دین نہیں آئے گا جو اس دین کو منسوخ کرے۔ پس تم کو چاہیے کہ اس نعمت کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کامل دین پر استقامت نصیب فرمائے اور تمہارا جینا اور مرنا اور قبر سے اٹھنا اسی دین پر ہو۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

هذه اکبر نعمہ اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ شانہ کی اس امت پر سیب

علیٰ ہذا الامۃ حیث اکمل
 تعالیٰ لہم دینہم فلا یحتاجون
 الی دین غیرہ ولا الی نبی
 غیر نبیہم صلوات وسلاویہ
 علیہ ولہذا جعلہ اللہ خاتم
 الانبیاء وبعثہ الی الانس و
 الجن۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۹)

سے بڑی نعمت ہے کہ اس امت کو
 مکمل دین عطا فرمایا کہ جس کے بعد نہ
 ان کو کسی دین کی حاجت ہے اور نہ
 کسی نبی کی ضرورت ہے اسی وجہ سے
 اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام جن
 وانس کی طرف مبعوث کیا۔

پس اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے تو وہ کیا بتلائے گا ضرورت
 تو اب کوئی باقی نہیں۔ بقرضِ محال اگر وہ نبی ہوگا تو یقیناً بے ضرورت اور فالتو ہوگا
 اور ادنیٰ عقل والا جانتا ہے کہ فالتو اور بے کار آدمی کہ جس کی کسی کو ضرورت نہ ہو،
 وہ کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔

یہ آیت شریف جس میں اس نعمت عظیم یعنی اکمال دین کا ذکر فرمایا ہے۔
 شہر میں حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن یوم جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم پر عصر کے وقت نازل ہوئی جس وقت کہ میدانِ عرفات میں چالیس ہزار قدسیوں
 کا مبارک اور رشک ملائکہ مجمع آپ کی ناقہ مبارک کے ارد گرد تھا۔ اسی مجمع میں
 جو آپ نے خطبہ دیا اس کے متعلق حدیث میں ہے :-

عن ابی امامۃ قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فی خطبۃ یوم حجۃ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
 مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں

الوداع ايها الناس لاني
 بعدى ولا امة بعدكم
 فاعبدوا ربكم وصلوا
 خمسكم وصوموا شهركم
 وادوا نكوة اموالكم
 طيبة بها انفسكم و
 اطيعوا ولاة امركم
 قد خلوا جنة ربكم
 كذا في منتخب الكنز بر
 حاشية سند امام احمد
 بن حنبل ص ۳۹۱ ج ۲ -

یہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! میرے
 بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد
 کوئی امت نہیں۔ پس اب وقت
 کو غنیمت سمجھو اور اپنے پروردگار
 کی عبادت اور بندگی میں لگے رہو۔
 اور پانچ وقت کی نماز پڑھتے رہو اور
 خوش دلی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ
 دیتے رہو اور اپنے امراء اور خلفاء
 کی اطاعت کرتے رہو۔ اگر ایسا کرتے
 رہے تو انشاء اللہ تم اپنے پروردگار کی
 جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

جس زمان اور مکان میں اکمال دین کی آیت نازل ہوئی اسی زمان اور مکان میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا جس میں یہ اعلان فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
 اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں کیونکہ دین مکمل ہو گیا اس لئے اب نئے نبی کی ضرورت
 نہیں اور جب کوئی نبی نہیں تو امت کہاں سے ہو؟ یہ خطبہ درحقیقت اکمال دین کی
 آیت کی تفسیر اور شرح ہے تاکہ صراحتاً اور بلا ہمتہ معلوم ہو جائے کہ اکمال دین کے
 اعلان سے ختم نبوت کا اعلان مقصود ہے۔

دلیل سوم

قَالَ تَعَالَى: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے اُن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ بلاشبہ ہم تم کو زمین کا خلیفہ اور حاکم بنائیں گے جیسا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل کو بنایا تھا۔

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے امت محمدیہ پر ایک خاص انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ انعام نبوت کی خلافت اور نیابت کا ہے جس کا ظہور خلفاء و راشدین سے ہوا۔ اور خلافت کے معنی نیابت اور قائم مقامی کے ہیں۔ پس اس آیت میں امت سے نبوت کا وعدہ نہیں بلکہ نبوت کی خلافت اور نیابت کا وعدہ ہے۔ یہ کسی آیت اور حدیث میں نہیں کہ ہم کسی کو نبوت عطا کریں گے۔ حالانکہ اس آیت میں اس کے ذکر کا موقع تھا کیونکہ حق تعالیٰ شانہ اپنا انعام اور احسان بیان فرما رہے ہیں اگر آئندہ کسی کو نبوت دینی ہوتی تو بجائے خلافت اور حکومت کے نبوت و رسالت کا وعدہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ نبوت ختم ہو چکی صرف خلافت باقی ہے۔ اب ہم اس بارے میں چند احادیث نقل کرتے ہیں جس سے یہ امر ان شاء اللہ بخوبی واضح ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

عن ابی ہریرۃ عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم قال
 کانت بنو اسرائیل تسوہم
 الانبیاء کلہا ہلک نبی
 خلفاء نبی و انت لا نبی
 بعدی و سیکون خلفاء
 فی کثرون قالوا فما
 تأمرنا قال فوا بیعة
 الاول فالاول اعطوہم
 حقہم فان اللہ
 سائلہم عما استرعاهم
 متفق علیہ - رواہ
 البخاری فی کتاب
 الانبیاء و مسلو فی
 کتاب الامارۃ -

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست
 اور انتظام خود ان کے انبیاء کیا کرتے
 تھے جب کسی نبی کا انتقال ہو جاتا
 تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہو جاتا
 اور البتہ تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں
 البتہ خلفاء اور امراء ہوں گے۔ جو
 مسلمانوں کی سیاست اور انتظام
 کریں گے اور بہت ہونگے۔ صحابہؓ نے عرض
 کیا کہ اس وقت ہمارے لئے کیا حکم ہے؟
 یعنی جب خلفاء بہت ہوں تو اس
 وقت ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ آپؐ نے
 ارشاد فرمایا کہ جس سے پہلے بیعت
 کر چکے ہو اسکی بیعت کو پورا کرو اور

ان کا حق اطاعت اور فرمانبرداری ادا کرو۔ اور اگر خلفاء تمہارا حق رعایت نہ
 ادا کریں تو تم ان کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرنا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود ان سے
 حق رعیت کے متعلق سوال کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ البتہ
 خلفاء اور امراء ہوں گے۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کی شریعت مستقل

نہ تھی بلکہ شریعت موسویہ اور حکم توریت کے تابع تھی۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں غیر مستقل اور غیر شریعی نبی آتے رہے اس امت میں آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔ پہلی امتوں میں سیاست اور انتظام اور اصلاح کے لئے نبوت تھی اور اس امت مرحومہ میں سیاست و اصلاح کے لئے نبوت کے قائم مقام خلافت ہو گی۔ نبوت ختم ہو چکی ہے، اصلاح اور سیاست کے لئے خلافت باقی رہے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت اور رحمت بنا کر شروع فرمایا۔ پھر بعد چندے نبوت تو نہ رہے گی۔ صرف خلافت اور رحمت رہ جائے گی اور پھر کاٹ کھانے والی سلطنت اور پھر تکبر اور تجبر اور امت میں فساد ہوگا۔

(طبرانی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے نبوت ہے، اور تمہارے لئے خلافت ہے۔

(ابن عساکر)

وعن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ بدأ هذا الامر نبوة ورحمة وكاننا خلفاء ورحمة وكاننا ملکا عضوا وكاننا عتوا و جبرية وفسادا في الامة۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

کذا فی کنز العمال (جلد ۲ ص ۶)

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی النبوة ولکم الخلافة۔ (رواہ ابن عساکر کنز)

(جلد ۱ ص ۶)

حق جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي

الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی

اور اس کے رسول کی اور اولی الامر کی

یعنی علماء اور خلفاء کی۔

اس آیت میں تین چیزوں کا حکم دیا:-

۱۔ اطاعتِ خداوندی۔

۲۔ اطاعتِ رسول۔

۳۔ اطاعتِ اولی الامر۔

اور اولی الامر کے متعلق یہ ارشاد فرمایا:-

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي

شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ

وَالرَّسُولِ۔

پس اگر تم میں اور اولی الامر میں کوئی اختلاف

اور نزاع پیش آجائے تو اللہ اور اس کے

رسول کی طرف رجوع کرنا یعنی کتاب و سنت

کی طرف رجوع کرنا۔

(الایۃ)

اور حدیث میں اولی الامر کے متعلق یہ ارشاد فرمایا:-

السمع والطاعة حق

مالي يومر بمعصية

فاذا امر بمعصية

فلا سمع ولا طاعة۔

علماء اور امراء کی بات سننا اور ان کی

اطاعت حق اور واجب ہے جب تک

معصیت کا امر نہ کریں اور جب معصیت

کا امر کریں اور حکم دیں تو پھر ان کی بات کا

سننا اور اطاعت کرنا جائز نہیں۔

معلوم ہوا کہ آپ کے بعد جن کی اطاعت واجب ہوگی وہ اولی الامر ہوں گے۔
نبی نہ ہوں گے کیونکہ نبی سے نزاع اور اختلاف جائز نہیں بلکہ کفر ہے نبی کی تو بیچون
وہ ہر اطاعت فرض ہے۔ کما قال تعالیٰ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
بِإِذْنِ اللَّهِ۔

نیز حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ اولی الامر اگر معصیت کا حکم دیں تو سمع اور
طاعت جائز نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ معصیت کا حکم وہی شخص دے سکتا ہے جو نبی
نہ ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ نبی اور رسول ہو اور پھر اللہ کی معصیت کا حکم دے۔ نیز اختلاف
اور نزاع کے وقت اللہ اور اس کے رسول یعنی قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کا حکم
دیا گیا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ نزاع تو پیش آئے گا زمانہء آئندہ میں مگر حکم یہ ہے کہ
گزشتہ رسول اور اس پر نازل شدہ کتاب اور اس کی شریعت کی طرف رجوع کرو۔
آئندہ نبی اور اس کی شریعت اور وحی کی طرف رجوع کا حکم نہیں معلوم ہوا کہ آپ کے
بعد کوئی صاحبِ وحی نہیں کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ آئندہ زمانے میں جو بھی
نزاع پیش آئے۔ اسی قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ نیز احادیث متواترہ
سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما،
کی اقتداء اور خلفاء راشدین کی سنت کے اتباع کا حکم دیا۔ کسی ایک ایک حدیث
میں یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد آنے والے نبی کا اتباع کرنا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے
بعد کوئی نبی نہیں۔

دلیل چہارم

قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا لَكَ قَالْنَا شَهِدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد اور ميثاق لیا کہ قسم ہے میری ذات کی کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر اخیر میں تمہارے پاس ایسا عظیم الشان رسول آئے جو تمہاری کتاب اور حکمت کی تصدیق کرے (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر اس عہد کے بعد فرمایا کہ کیا تم نے اس کا اقرار کیا اور میرے اس پختہ عہد کو قبول کیا؟ سب بولے ہم نے اقرار کیا، فرمایا کہ اچھا اپنے اس اقرار پر گواہ بھی رہو

تاکہ جب اقرار کے ساتھ شہادت بھی جمع ہو جائے تو انکار نہ کر سکو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں اور خوب سمجھ لو کہ اس عہد کے بعد جو اس عہد سے روگردانی کرے گا تو ایسے ہی لوگ حکم عدولی کرتے ولے ہوتے ہیں۔

اس آیت شریفہ میں اس عہد اور ميثاق کا ذکر ہے جو حق تعالیٰ نے عالم ارواح

میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں لیا وہ یہ کہ محمد رسول اللہ جو تمھارے سب کے بعد آئیں گے۔ اگر تم میں سے کوئی اُن کا زمانہ پائے تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور اُن کی مدد کرنا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد تمام انبیاء کے بعد ہوگی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ کا تمام انبیاء کو مخاطب بنا کر یہ فرمانا ٹھہر جائے کہ رسول (تمھارے سب کے بعد ایک رسول آئے گا) اس بات پر صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ اس رسول کی آمد تمام انبیاء کے بعد ہوگی اور یہ رسول آخری نبی اور آخری رسول ہوگا۔

وَعَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ اخَذَ اللَّهُ	حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی
مِيثَاقَهُمْ بِتَصْدِيقِ بَعْضِهِمْ	ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اس
بَعْضًا وَالْإِعْلَانُ بَانَ مُحَمَّدًا	بات کا عہد لیا کہ ایک دوسرے کی تصدیق
رَسُولَ اللَّهِ وَالْإِعْلَانُ	کریں اور اپنے اپنے زمانے میں اس کا اعلان
رَسُولَ اللَّهِ بَانَ لَانَبِيٍّ	کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول
بَعْدَهُ -	ہیں اور آپ اس کا اعلان کریں کہ آپ
كَذَابُ الدَّرَالْمَنْشُورِ	کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (در منشور)

دلیل پنجم

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَادِّيرْفَعُ	اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابراہیم
إِبْرَاهِيمَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ	(علیہ السلام) بنیادیں خانہ کعبہ کی اور

اِسْمَعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
 اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
 رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
 لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً
 مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَارِنَا مَنَاسِكَنَا
 وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ
 التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ مَا بَنَا
 وَابْعَثْ فِيهِمْ رُسُلًا
 مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
 آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ
 الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ
 يُزَكِّيهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ
 الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اِسْمَعِيل (علیہ السلام)، اور دعا کرتے ہوئے
 اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بیشک
 تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔ اے
 پروردگار ہمارے اور کریم کو فرمانبردار اپنا
 اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت
 فرمانبردار اپنی اور تلا ہم کو قاعد سے جگہ
 کے۔ اور ہم کو معاف کر۔ بیشک تو ہی ہے
 توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ اے پروردگار
 ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی
 میں کا کہ پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور
 سکھائے ان کو کتاب اور تہ کی باتیں
 اور پاک کرے انکو۔ بیشک تو ہی ہے بہت
 عزیزست بڑی حکمت والا۔

ان آیات میں حق جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر
 فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک اُمتِ مسلمہ کے ظہور کی ہے۔ جس کی مصداق یہ اُمت
 محمدیہ ہے جو آخری اُمت ہے اور دوسری دُعا سرورِ دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ظہور ہر ایا سرور کی ہے۔

ابو العالیہ سے مروی ہے کہ جب حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی۔ ربنا

وَعَنْ ابْنِ الْعَالِيَةِ فِي قَوْلِهِ
 تَعَالَى رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ

رَسُولًا مِنْهُمْ يَعْنِي أَمَّةً
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقِيلَ لَهُ قَدْ اسْتَجِيبَ لَكَ
هُوَ كَاثِنٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ
وَكُنَّا قَتْلَ السَّيِّدِ وَقِتَادَةَ -
وَابْعَثْ فِيهِمْ نَبِيًّا تَوَالِدُكَ جَانِبَ سَيْبِ
ارْشَادُ هُوَا كَهْمَا دِي دُعَا قَبُولِ هُوَتِي -
يَهْ اَمَّتِ مَسْلَمَهُ اَوْرِيهْ سِنْغِيَرِ اَخْرِي زَمَانِ مِي
هَوَا اِيَسَا هِي سَدِي اَوْرِ قِتَادَهْ سَيَّ
مَرُوِي هِي -

(تفسیر ابن کثیر)

(تفسیر ابن کثیر ص ۳۳ ج ۱)

هُوَ كَاثِنٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ سَيَّ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ هُوَ نَامِرَادِي هُوَ اَوْرَا اَنْخَرَتِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا يَهْ ارْشَادُ كَهْ

يَعْنِي مِي اِيَنِي بَابِ اِبْرَاهِيمَ كِي دُعَا هُوَن -

اَنَادَعُوَةُ اَبِي اِبْرَاهِيمَ -

اَسِي طَرَفِ مَشِيرِ هِي - اَمَامِ شَعْبِي فَرَا تِي هِي كَهْ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَهْ صَحِيْقَهْ مِي لَكْهَا هُوَا هِي

تِي رِي اَوْلَادِ مِي بِيْتِ قِبَا لُ اَوْرِ كَرُوَهْ

اَنَّهُ كَاثِنٌ مِنْ وَلَدِكَ

هَوَنِ كِي يِهَانِ تَكْ دِهْ نَبِي اَتَمِي ظَاهِرِ

شُعُوبِ حَقِّي يَا تِي النَّبِي

هَوَا كَهْ جَوَا خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ هَوَا -

اَلَا هِي الَّذِي يَكُوْنُ خَاتَمُ

اَلْاَنْبِيَاءِ -

(كُنَّا فِي الطَّبَقَاتِ لِابْنِ سَعْدٍ ص ۳۱ ج ۱ وَخَصَائِرُ كِبْرِي لِلْحَافِظِ السَّيْطُوِي ص ۱ ج ۱)

اَوْرِ حَضْرَتِ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي اِيَنِي دُعَا مِي يَهْ فَرَا يَا؛

يَعْنِي اِيَّ اللّٰهُ اَسْ اَمَّتِ مَسْلَمَهْ مِي

وَبَنَّا وَابْعَثْ فِيْهِمْ

اِيَكْ عَظِيْمِ الشَّانِ رَسُوْلِ مَبِيْحِ -

رَسُوْلًا -

اَوْرِيهْ نِيْهِسْ مَشْرَا يَا؛

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا - یعنی اے اللہ ان میں بہت سے نبی

اور رسول بھیج۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم صرف ایک رسول کے مبعوث ہونے کی دعا فرماتے تھے کہ جس کے آنے کے بعد کسی نبی اور کسی رسول کی حاجت نہ رہے۔ یاد رہے کہ اس امت مسلمہ کے ظہور کی دعاء اور اس امت کا نام یعنی اسلام اور مسلمان بھی حضرت ابراہیم ہی نے تجویز فرمایا۔ کما قال تعالیٰ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمُكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا - اور اس امت مرحومہ کے لئے نبی آخر الزمان کے ظہور اور بعثت کی دعاء بھی حضرت ابراہیم نے کی جو بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوئی۔ چونکہ حضرت ابراہیم کی یہ دعاء امتِ محمدیہ پر عظیم الشان احسان ہے۔ اس لئے بمقتضائے ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ہ امتِ محمدیہ پر یہ لازم قرار دیا گیا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے بعد گنا صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم پڑھا کریں تاکہ اس احسان کا کچھ حق ادا ہو۔

نیز حضرت ابراہیم نے ایک دعایہ فرمائی تھی:-

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَاجْعَلْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ ؕ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ
صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِيْنَ ؕ

اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور
ملا مجھ کو نیکیوں میں اور رکھ میرا بول سچا
پچھلوں میں۔

آخرین سے آخری امت مراد ہے۔ قرآن کریم میں جا بجا امتِ محمدیہ کو
آخرین سے تعبیر کیا ہے تاکہ اس امت کا آخری امت ہونا معلوم ہو جائے۔
حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابراہیم کی یہ دعاء بھی قبول فرمائی کہ آخرین یعنی اس آخری

امت میں گما صلیت علیٰ ابراہیم الخ کے ذریعہ سے قیامت تک آپ کا ذکر
خیر جاری فرمایا۔

دلیل ششم

اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے رسول کو ہدایت
اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو
تمام دنیوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین
کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول
سید راہ پر اور سچے دین پر تاکہ اوپر
دیکھے اُس کو ہر دین سے اور کافی ہے
اللہ حق ثابت کرنے والا۔

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول راہ
کی سوجھ بٹے کر اور سچا دین کہ اُس کو
اوپر کرے سب دنیوں سے اور پڑے
بڑا مانیں شرک کرنے والے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

وَقَالَ تَعَالَىٰ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ تَعْلِيلًا ۝

وَقَالَ تَعَالَىٰ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ
كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

ان تینوں آیتوں سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ یہ دین تمام ادیان کے بعد آیا
ہے اور تمام بلل اور ادیان کے لئے ناسخ بن کر آیا ہے اور یہ دین آخری دین ہے۔

قیامت تک یہی دین ہے گا۔ یہ آیت نبوت تشریعیہ کے اختتام کی صریح دلیل ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ بھی نبوت تشریعیہ کا ہے جیسا کہ اُن کی کتابوں سے صاف ظاہر ہے۔

دلیل ہفتم

قال تعالى اُولَٰئِكَ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ اَنْ يَّعْلَمُوْا بَنِيَّ وَاُولَٰئِكَ سِوَايَ اُولَٰئِكَ
 کیا لوگوں کے لئے یہ کھلی ہوئی نشانی نہیں کہ اس کتاب اور اس نبی کو علماء بنی اسرائیل
 خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی کتاب اور یہ وہی پیغمبر ہیں کہ جس کی پہلے سے آسمانی
 صحیفوں میں خبر دی جا چکی ہے۔ اہل علم اور اہل فہم کے لئے صداقت اور حقانیت
 کی یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ دوسرے مذاہب کے علماء بھی اس کی حقانیت کا اقرار
 اور اعتراف کریں۔ چنانچہ بعض تو اپنی خصوصی مجلسوں میں اس کا اقرار کرتے تھے مگر
 دنیاوی مصلح کی بناء پر حق کو قبول نہیں کرتے تھے اور بعضوں نے اعلان یہ اس کا اقرار
 کیا اور مشرت باسلام ہوئے۔ اس لئے کہ آپ کی تشریف آوری کی بشارات اور آپ
 کی صفات اور سمات کتب سماویہ میں مذکور تھیں اور اب بھی باوجود کاٹ تراش
 کے بہت کچھ باقی ہے۔

وہ لوگ جو یہی کہتے ہیں اس سول

کی جو نبی اُٹی ہے کہ جس کو پاتے ہیں۔

لکھا ہوئے اپنے پاس تو ریت اور

کہا قال تعالى الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ

الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي

يَجِدُ وَنَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي

التَّورَةِ وَالْإِنْجِيلِ

انجیل میں۔

وَقَالَ تَعَالَى الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہنچاتے ہو

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

اس کو جیسے پہنچاتے ہیں اپنے بیٹوں

أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا

کو اور بیشک ایک فرقہ ان میں سے

لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ

البتہ چھپاتے ہیں حق کو جان کر حق

يَعْلَمُونَ ۚ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ

وہی ہے جو تیرا رب کہے۔ پھر تو نہ ہو

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۚ

شک لانے والا۔

آمد پر مقصد

اب ہم روایات سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ توریت اور انجیل اور تمام
صعفِ سماویہ میں آپ کا خاتم النبیین ہونا لکھا ہوا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے بعد تمام علماء بنی اسرائیل صرف نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے۔
چونکہ توریت اور انجیل محرف ہو چکی ہے اور ابھی سلسلہ تحریف کا جاری ہے،
اس لئے ہم نے اس باب میں زیادہ تر احادیث نبویہ اور آثارِ صحابہ و تابعین پر
اعتماد کیا ہے۔

مسئلہ ختم نبوت پر تورات اور انجیل اور علمائے اسرائیل کی شہادتیں اور نشانیں

پہلی شہادت

امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ	عن الشعبي قال في حجة ابراهيم
کے صحیفہ میں ہے کہ اے ابراہیم تیری اولاد	عليه الصلوة والسلام انا
میں بہت سے گروہ ہوں گے یہاں تک	كاثر من ولدك شعوب
وہ نبی امی ظاہر ہو کہ جو خاتم الانبیاء	حتى ياتي النبي الالمى الذي
یعنی آخری نبی ہوگا۔	يكون خاتم الانبياء۔
(طبقات ابن سعد)	(طبقات ابن سعد ملاح)

دوسری شہادت

محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ اللہ	عن محمد بن كعب القرظي
تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام پر وحی	قال ادعى الله الى يعقوب اني
بھیجی کہ میں تیری اولاد میں سے بہت	ابعث من ذريتك ملوكا و
سے بادشاہ اور بہت سے نبی بھیجوں	انبياء حتى ابعث النبي الحرفي

الذی تبنی امتہ ہیکل
بیت المقدس دھو خاتم
الانبیاء واسمہ احمد۔
(طبقات ابن سعد ص ۱)

گا جس کی امت بیت المقدس کا
ہیکل بنائے گی اور وہ نبی خاتم الانبیاء
ہوگا۔ اور نام اس کا احمد ہوگا۔
(طبقات ابن سعد)

تیسری شہادت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا کہ
جو تجارتی کاروبار کیا کرتا تھا۔ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توڑے ہوئے توڑہ
یہودی قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ایک قریش سے پوچھنے لگا کہ کیا اس
رات تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟ قریش نے کہا ہم کو علم نہیں۔ یہودی نے کہا:-

انظروا یا معشر قریش
واحصوا ما اقول لکودلہ
اللیلۃ نبی ہذہ الامۃ
احمد الاخر بہ شامتہ
بین کتفیہ۔

اے گروہ قریش! جو کچھ میں کہہ رہا
ہوں اسکی تحقیق و تفتیش کرو۔ اس رات
اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے احمد
اُسکا نام ہے آخری نبی ہے مہر نبوت
اُس کے دونوں شانوں کے درمیان میں۔

لوگ یہ سن کر مجلس سے اٹھ کر تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ اس رات عبداللہ بن
عبدالطلب کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی کو آکر خبر دی۔ یہودی نے کہا مجھ کو ابھی لے
چلو اور اس مولود کو دکھلاؤ۔ قریش کے لوگ اس کو لے گئے اور جا کر اس مولود کو
دکھلایا۔ یہودی نے جب آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی تو یہوش ہو کر گر پڑا۔

اور بہت حسرت سے کہا کہ اب نبوت اور کتاب بنی اسرائیل سے چلی گئی اور اہل
عرب نبوت سے فائز اور کامیاب ہوئے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱)

بیوقوفی شہادت

پچیس سال کی عمر میں جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم خدمتِ ابوبکر کا مال
تجارت لے کر میسرہ غلام کی معیت میں شام گئے اور نسطور راہب سے ملاقات
ہوئی تو نسطورہ راہب نے آپ کا حلیہ مبارک بہت غور سے دیکھا اور دیکھ کر
یہ کہا۔

هو هو آخر الانبياء۔ یہی شخص ہی شخصِ آخری نبی ہے۔

الى آخر القصة۔ (طبقات ابن سعد ج ۱)

پانچویں شہادت

عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیلؓ کو یہ کہتے سنا
کہ میں ایک نبی کا منتظر ہوں کہ جو بنی اسمعیل اور بھڑنی عبدالمطلب میں سے ہوگا
مجھے امید نہیں کہ میں اس نبی کو پاؤں۔ میں اُس نبی پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کی
تصدیق کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ وہ نبی برحق ہیں۔ اُسے عامر! اگر تو
اس نبی کو پاؤں تو میرا سلام پہنچانا۔

وسأخبرك ما نعت حتى لا اور میں تجھ کو اس نبی کے علیہ سے

يُخْفَى عَلَيْكَ قُلْتُ هَلْ تَأَلَّ
 هُوَ رَجُلٌ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَ
 لَا بِالْقَصِيرِ وَلَا بِكَثِيرِ الشَّعْرِ
 وَلَا بِقَلِيلِهِ وَلَيْسَ تَفَارِقُ
 عَيْنِيهِ حَمْرَةٌ وَخَاتَمُ النَّبُوَّةِ
 بَيْنَ كَتْفَيْهِ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ
 وَهَذَا الْبَلَدُ مَوْلِدًا وَمَبْعَثًا
 ثُمَّ يُخْرِجُهُ قَوْمُهُ مِنْهَا
 وَيَكْرَهُونَ مَا جَاءَ بِهَا
 حَتَّى يَهْجُرُوا إِلَى يَثْرِبَ
 فَيُظْهِرُ أَمْرَهُ فَأَيَّاكَ أَنْ
 تَخْدَعَهُ عَنْهُ فَأَنَّى طَفَقَ
 الْبَلَادُ كُلُّهَا أَطْلُبُ دِينَ
 إِبْرَاهِيمَ فَكُلُّ مَنْ أَسْأَلَ
 مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَ
 الْمَجُوسِ يَقُولُونَ هَذَا
 الدِّينُ وَرَأَيْكَ وَيَنْعَتُونَهُ
 مِثْلَ مَا نَعَتُهُ لَكَ يَقُولُونَ
 كَرَيْبُ نَبِيٍّ غَيْرِكَ -

ایسی خبر دوں گا کہ تجھ کو کوئی اشتباہ
 نہ رہیگا۔ میں نے کہا ضرور بتلایسے۔
 زید نے کہا نہ وہ طویل القامت ہوگے
 نہ قصیر القامت میانہ قد ہوں گے اور
 بال بھی ان کے زیادہ نہ ہوں گے سرخی
 ان کی آنکھوں سے جدا نہ ہوگی۔ مہر
 نبوت دونوں شانوں کے درمیان ہو
 گی نام ان کا احمد ہوگا۔ اور یہ شہر یعنی
 مکہ ان کی جائے ولادت اور مقام بعثت
 ہے اور پھر ان کی قوم ان کو مکہ سے لگا
 گی اور اس نبی کے دین کو ناپسند کرے
 گی یہاں تک کہ وہ نبی یثرب یعنی مدینہ
 کی جانب ہجرت کرے گا اور وہاں جا کر
 اس کو غلبہ حاصل ہوگا۔ پس تو اس
 نبی کے بارہ میں دھوکا نہ کھانا۔ میں
 نے دین ابراہیمی کی تلاش میں تمام
 شہروں کو چھان مارا۔ یہود و نصاریٰ
 اور مجوس جس سے بھی پوچھا سب نے
 یہی کہا کہ وہ دین آگے آنے والا ہے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱) اور سب سے پہلے اس نبی کے وہی اوصاف بیان

کئے جو میں نے تجھ سے بیان کئے اور سب کے سب یہی کہتے تھے کہ اب اس نبی

کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں مشرف باسلام ہوا تو آپ کے سامنے زید کا قول نقل کیا اور زید کا سلام پہنچایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کے سلام کا جواب دیا اور ان کے حق میں دعا و رحمت فرمائی اور یہ فرمایا کہ میں نے زید کو جنت میں دامن کھینچتے ہوئے دیکھا۔

چھٹی شہادت

شیخ شاہ یمن نے ایک مرتبہ بلاد عرب کا دورہ کیا۔ جب مدینہ منورہ پر گزر ہوا تو کسی وجہ سے مدینہ کے باشندوں کے قتل کا حکم دیا۔ دو یہودی عالم بادشاہ کے ہمراہ تھے انھوں نے بادشاہ کو منع کیا اور یہ کہا۔

فاخا مہاجر نبی یكون فی

یہ شہر اس نبی کا دارالہجرت ہے جو اخیر

زمانہ میں ہوگا۔

آخذ الزمان۔

بادشاہ نے اپنا ارادہ ترک کیا اور واپس ہوا۔ جب مکہ مکرّمہ پر گزر ہوا تو خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کا ارادہ کیا۔ انھیں دو عالموں نے بادشاہ کو پھر منع کیا اور کہا یہ گھرا برا بہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

اور اس خانہ کعبہ کی آئندہ زمانہ میں

وانہ سیکون لہ شان

ایک عجیب شان ہوگی کہ جو اس نبی

عظیم علی یدی ذلک

النبي المبعوث في آخر الزمان۔
کے ہاتھ پر ظاہر ہوگی جو اخیر زمانے میں مبعوث ہوگا۔

بادشاہ نے خانہ کعبہ کا احترام کیا اور اس کا طواف کیا اور غلات چڑھایا۔
اور مہین کو واپس ہوا۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابن عساکر نے اس قصہ کو متعدد طرق کے ساتھ ابی بن کعب اور عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن عباس اور کعب احبار اور وہیب بن نبتہ سے روایت کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۶۴ ج ۹۔

ساتویں شہادت

معجم طبرانی میں جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں تجارت کے لئے شام گیا وہاں مجھ کو ایک شخص ملا جو اہل کتاب میں سے تھا۔ مجھ سے کہا کہ کیا تمھارے بلاد میں کوئی نبی ظاہر ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ تم اس شخص کی صورت بھی پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں۔ وہ شخص مجھ کو اپنے گھر لے گیا۔

فساعة ما دخلت نظرت
الى صورة النبي صلى الله
عليه وسلم واذا رجل اخذ
بعقب النبي صلى الله عليه
وسلم قلت من هذا الرجل
القابض على عقبه فتال
انه لم يكن نبي الا كان
داخل ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی تصویر پر نظر پڑی اور ایک آدمی
کی تصویر دیکھی کہ جو نبی کریم کی ایڑی
پکڑے ہوئے ہے میں نے پوچھا کہ یہ
کون شخص ہے کہ جو آپ کی ایڑی پکڑے
ہوئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
اس سے پیشتر کوئی نبی ایسا نہیں گذرا

بعده نبی الا هذا النبی
فانه لا نبی بعده وهذا
الخلیفة بعده واذا صفت
ابی بکر رضی اللہ عنہ۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵)

کہ اس کے بعد نبی نہ ہوا ہو۔ مگر یہ نبی
کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ شخص
کہ جو ان کی اڑی پکڑے ہوئے ہے۔
وہ ان کے بعد خلیفہ ہوگا۔ غور سے
دیکھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقویٰ تھی۔

اکٹھویں شہادت

ہر قل شاہ روم کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا والا
نامہ بھیجا جس کا مفصل قصہ صحیحین میں مذکور ہے اور عوام اور خواص میں مشہور ہے۔
اسی قصہ میں ایک روایت یہ ہے کہ ہر قل شاہ روم نے رات کے وقت صحابہ کے
وفد کو بلایا اور ایک سونے کا صندوق نکالا جس پر قفل بھی سوتے ہی کاٹھا اس صندوق
میں بہت سے خانے تھے۔ جن میں ریشمیں پارچوں پر تصویریں تھیں۔ بادشاہ نے وہ
تصویریں دکھلائیں اور اخیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دکھلائی۔ ہم
نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے۔

فذاکراھما صوالا نبیاء وانما تم
صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس پر بادشاہ نے کہا کہ یہ انبیاء کی
تصویریں ہیں اور یہ آخری تصویر

(فتح الباری ص ۱ ج ۱)

خاتم الانبیاء کی ہے

حافظ عسقلانی ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:-

اعتماد دھرقل فی ذلک کان
ہر قل کا اعتماد آپ کی نبوت کے بارے

علی ما اطلع علیہ من الاسرائیلیات
 وہی طافحة بان النبی الذی یخرج
 فی آخر الزمان من ولد اسمعیل الخ
 (فتح الباری ص ۱۸ ج ۱)
 میں اسرائیلی روایتوں پر تھا اور تمام
 اسرائیلی روایتیں اس پر متفق ہیں کہ وہ
 نبی جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ حضرت
 اسمعیلؑ کی اولاد سے ہوگا۔

حدیث ہرقل میں یہ بھی ہے کہ ہرقل نے عطاء روم کو محل میں جمع کر کے یہ خطاب کیا:-
 یا معشر الروم هل لحکم فی
 الفلاح والرشداً آخر الابداد
 ان یتبیت لکم ملککم۔
 (الحديث)
 اے گروہ روم کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ
 تم کو دائمی اور ابدی فلاح اور رشد حاصل
 ہو جائے اور تمہاری سلطنت باقی
 رہے۔

حافظ عسقلانی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:-

لانہ عدت من الکتاب لئلا یموت
 بعد هذه الامة ولادین بعد
 دینہا وان من دخل فیہ امن
 علی نفسه فقال لہم ذلک۔
 (فتح الباری ص ۱۶ ج ۱)
 بادشاہ نے یہ بات اس بنا پر کہی کہ
 بادشاہ کو کتب سابقہ اور صحف سماویہ
 سے یہ بات بخوبی معلوم ہو چکی تھی کہ اس
 امت کے بعد کوئی امت نہیں اور اس
 دین کے بعد کوئی دین نہیں۔ یعنی یہ

آخری امت اور آخری دین ہے جو اس دین میں داخل ہوا وہ مامون ہو گیا۔ اس
 بناء پر ان کو دین محمدی میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔

اور یہی واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ مستدرک حاکم اور دلائل نبوت بیہقی میں
 مذکور ہے۔ جس کو حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں ذکر کر کے فرماتے ہیں:

واسنادہ لایاس یہ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲۴ ص ۲۸۹ سوانح اعراف)

نویں شہادت

سعد بن ثابت سے مروی ہے کہ یہودی بنی قریظہ اور یہودی بنی نضیر کے علماء نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جب صفات بیان کرتے تو یہ کہا کرتے تھے:-

انہ نبی وانہ لانی بعدا۔ بلاشبہ یہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی

واسمہ احمد۔ نبی نہیں۔ اور توریت اور انجیل میں

(خصائص کبریٰ للسیوطی ص ۳۳۱) ان کا نام احمد ہے۔

دسویں شہادت

زیاد بن لبید راوی ہیں کہ ہم مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے کہ یکایک یہ آواز سنائی دی:-

یا اہل یثرب قد ذہبت۔ اے اہل یثرب خدا کی قسم بنی اسرائیل

واللہ نبوة بنی اسرائیل ہذا انجم۔ سے نبوت رخصت ہوئی۔ یہ ستارہ

قد طلع بمولد احمد وهو آخذ۔ ہے کہ جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

الانبیاء مهاجرة الی۔ کی وجوع سے طلوع ہوا ہے اور وہ نبی

یثرب۔ ہیں اور آخری نبی ہیں ان کا دار ہجرت

(خصائص کبریٰ ص ۳۳۱ ج ۱) یثرب یعنی مدینہ ہوگا۔

(فتلک عشرۃ کاملۃ)

دلیل، ششم

قال الله عز وجل - سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبِيدِهِ كَيْلًا مِّنَ
الْمَسْجِدِ الْكِبَرِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى - وقال تعالى - ثُمَّ دَنَى
فَتَكَلَّمَ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ه فَاَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ه أَفَتَسْمُرُونََّهُ عَلَىٰ مَا يَدْرَى ه الْآيَةُ

ان آیات مبارکہ میں حق جل شانہ نے اجمالاً واقعہ اسراء اور معراج کو ذکر فرمایا
ہے جس سے مقصود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور سیادت کو ظاہر
کرنا ہے کہ فرش سے لے کر عرش تک معراج سوائے سید الاولین والآخرین اور خاتم
الانبیاء والمرسلین کے کسی ادنیٰ اور رسول کو حاصل نہیں۔ واقعہ کی تفصیل کتب حدیث
اور کتب سیر میں مذکور ہے۔ اس وقت ہم واقعہ اسراء کی چند روایتیں ذکر کرنا چاہتے ہیں،
جس سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

پہلی روایت

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
براق پر سوار ہو کر جبل یامین کے ہمراہ روانہ ہوئے تو آپ کا ایک جماعت پر گنبد ہو جنہوں
نے آپ کو ان الفاظ سے سلام کیا۔ السلام عليك يا اول، السلام عليك يا اخي،
السلام عليك يا حاشي۔ جبل نے کہا کہ ان کے سلام کا جواب دیجئے۔ اور اس
کے بعد بتلایا کہ جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ (رواہ البیہقی فی الدلائل
تفسیر ابن کثیر ج ۶ سورہ اسراء ذرقانی شرح مواہب منکج ۶)

دوسری روایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو انتظار میں حضرات انبیاء کرام
علیہم السلام موجود تھے اور ایک گروہ عظیم فرشتوں کا بھی تھا ایک مؤذن نے اذان
دی اور پھر اقامت کہی گئی اور جبریلؑ کے اشارہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
انبیاء کرام اور ملائکہ کی امامت کرائی۔ جب نماز پوری ہو گئی تو فرشتوں نے جبریلؑ
سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو جبریلؑ نے یہ جواب دیا:

هَذَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَاتَمُ
النَّبِيِّينَ۔

فوائد

- ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء کرام کی امامت فرمانا یہ آپ کے سید الاولین
والآخرین ہونے کی صریح دلیل ہے بلکہ مقصود ہی امامت سے یہ تھا کہ تمام انبیاء
پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور افضلیت ظاہر ہو۔
- ۲۔ ختم نماز کے بعد فرشتوں کا سوال کرنا اور جبریل امین کا یہ جواب دینا کہ هذا
محمد رسول اللہ خاتم النبیین اس سے مقصود یہ تھا کہ حضرات انبیاء کرام اور ملائکہ
عظام کی محفل نور التیام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان ہو جائے۔
- ۳۔ حضرت انبیاء اور ملائکہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدام کی اور حضورؐ

کے پیچھے نماز پڑھی۔ ظاہر ہی ہے کہ کسی نے آپ کے پیچھے کوئی حرف فاتحہ وغیرہ کا نہیں پڑھا۔ سب نے نہایت خاموشی کے ساتھ حضور کی قرأت کو سنا۔ اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قرأت خلف الامام جائز نہیں بلکہ درحقیقت خلافِ ادب ہے۔

عجب ست کہ بو بخت و جود من بخت
تو بگفتن اندر آئی مار سخن بماند

تیسری روایت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا:-
 یابنی انک لاق ربک اللیلة
 وان امتاک اخرا لامم اضعفها
 فان استطعت ان تکرز حاجتک
 کلها واجلہا فی امتاک فافعل
 اخرجه ابن عرفة فی جزئہ
 ابو نعیم وابن عساکر۔
 لے بیٹھے آج کی رات تم اپنے پروردگار
 سے ملو گے اور تیری امت سب سے
 آخری امت ہے اور سب کا زیادہ کمزور
 اور ضعیف ہے جہاں تک ممکن ہوا
 اپنی امت کی سہولت کے لئے کوشش
 کرنا۔

خصائص کبریٰ ص ۱۶۲ ج ۱ و تفسیر ابن کثیر ص ۲۸ ج ۶ سورۃ اسراء اور عبداللہ بن مسعود کی یہ حدیث وان امتاک، اخرا لامم تک فتح الباری ص ۱۶۹، ج ۷ میں بھی مذکور ہے۔

چوتھی روایت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معراج کی طویل حدیث میں مروی ہے کہ جب حق جل و علا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرب اور مکالمہ سے سرفراز فرمایا تو اس میں یہ ارشاد فرمایا:-

وجعلت امتك هم الاولين و	اور میں نے تیری امت کو اول ام اور
الآخرين وجعلت من امتك	آخر ام بنایا یعنی فضیلت اور مرتبہ کے
اقواما تلوهم انا جيلهم وجعلتك	اعتبار سے اول اور ظہور کے اعتبار سے
اول للنبيين خلقا و آخرهم	آخری امت اور تیری امت میں ایک قوم
بعثا وجعلتك فاتحا و خاتما	ایسی بنائی کہ جن کے دل انجیل ہونگے۔
خصائص کبریٰ ص ۴۲ ج ۱۔ و تفسیر	یعنی حفاظ قرآن اور تم کو نورانی اور
ابن کثیر ص ۱۱، سورۃ الاسراء۔	روحانی اعتبار سے پہلا نبی اور بعثت کے

اعتبار سے آخری نبی بنایا اور تم کو ہی دورہ نبوت کا فاتح اور خاتم بنایا۔

پانچویں روایت

متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی کے بعد عرش تک پہنچے اور قرب خاص اور مکالمہ خداوندی سے مشرف ہوئے۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ عرش کائنات کا آخری مقام ہے۔ آخری نبی کو آخری مقام تک سیر کرائی تاکہ ان کا آخری نبی ہونا خوب واضح اور آشکارا ہو جائے۔

دلیل نہم

قال اللہ عزوجل عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝

عنقریب تیرا پروردگار تجھ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

احادیث متواترہ اور جمہور اور صحابہ اور تابعین کے اقوال اس پر متفق ہیں کہ مقام محمود سے مقام شفاعت مراد ہے اور احادیث متواترہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کی درخواست کا سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوگا اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملتہی اور ختم ہوگا۔ شفاعت کی طویل حدیث میں سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ اولین اور آخرین جب شفاعت کے لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو یہ عرض کریں گی۔

انت الذی فتح اللہ بک و

آپ ہی ہیں وہ کہ جن سے اللہ تعالیٰ

ختم وغفر لک ما تقدم وما

نبوت کو شروع کیا اور انہی پر نبوت کو ختم

تأخر۔

کیا اور اگلی پھلی بھولی چوک سباف

کی لہذا اب آپ ہماری شفاعت سمجھئے

کیونکہ جب آپ کی لغزشیں سب معاف

ہو چکی ہیں تو پھر شفاعت سے عذر کئے کوئی قصور ہی نہیں جسکی بناء پر عذر فرمائیں۔

اور مسند احمد اور ابوالعلیٰ کی روایت میں ہے کہ جب اہل حشر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی خدمت میں شفاعت کی درخواست لے کر حاضر ہوں گے تو عیسیٰ علیہ السلام جواب

میں یہ فرمائیں گے :-

ان محمدًا رسول اللہ خاتم النبیین
قد حضر اليوم قد غفر الله ما تقدم
خاتم الانبياء محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم
آج تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی
اکلی پھلی مغزین سبب کر دی ہیں لہذا
ان کے پاس جاؤ۔
للمحافظ السيوطي ص ۶۸)

اور ایک یث میں ہے کہ اہل حشر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہیں گے۔
یا محمد انت رسول اللہ خاتم الانبیاء
وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك و
ما تأخره اشفع لنا الى ربك۔
اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء
ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی اور پھلی تمام مغزین
معاف کی ہیں جب اللہ نے آپ کو یہ تہ عطا کیا ہے تو
ہم کے لئے شفاعت فرمائیے۔
(مسلم ص ۱۰۱ و بخاری)

مقام محمود کی وجہ تسمیہ

اس مقام کو مقام محمود اس لئے کہتے ہیں کہ اولین اور آخرین سب اس در آپ کی حمد ثنا کریں
گے۔ یا وجہ یہ کہ اس روز حضور سجد میں کریں گے اور سجد میں اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب حمد ثنا کریں
گے جس کا اسی وقت منجانب اللہ الہام اور القاء ہوگا اور حکم ہوگا کہ سجد سے سر اٹھاؤ جو مانگو گے وہی
عطا ہوگا اور کسوف یعطیک ربک فترضی میں اسی طرف اشارہ ہے۔

ہر اذان کے بعد حضور کیلئے مفتاح محمود کی دعا

احادیث میں ہے کہ ہر اذان کے بعد یہ دعا مانگا کروا بَعَثَ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي
وَعَدَ أَنَاكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ اے اللہ تو ہمارے نبی کو مقام محمود عطا فرما جس کا تونے وعدہ

فرمایا ہے یعنی وہ دن دکھلا جس میں آپ کی سیادت اور افضلیت اور آپ کی خاتمیت اور ختم نبوت
 وزریشن کی طرح واضح ہوگی اور تمام اولین اور آخرین آپ کی ختم نبوت کا اقرار کریں گے۔ یاد ہے کہ اس
 وقت اقرار کرنے والوں میں مرزائی اور قادیانی بھی ہونگے مگر اس وقت کا اقرار مفید نجات نہیں اور یہ
 بھی خیال ہے کہ اگر اس وقت کسی مسلمان کی نظر کسی قادیانی پر پڑ جائے اور اس سے یہ کہے کہ تم آج
 کس منہ سے انتہا رسول اللہ خاتم النبیین کہہ کر شفاعت کی درخواست کرتے ہو۔ تم تو ختم نبوت
 کے قائل نہ تھے۔ مرزا صاحب کو ڈھونڈو لڑھو جو تمہارے نزدیک ہر شان میں تمام انبیاء سے بڑھے
 ہوئے ہیں تو قادیانی صاحب اس کا جواب سوچ لیں۔

دلیل دہم

قال الله عز وجل يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
 الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو محکم اور مضبوط قول پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت اور قائم
 رکھتا ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی۔

احادیث سے ثابت ہے کہ یہ آیت سوال قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی اہل ایمان
 اللہ کی توفیق سے دنیا میں بھی اور قبر میں سوال نکیرین کے وقت بھی کلمہ حق پر قائم اور
 ثابت قدم رہتے ہیں۔

وَعَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي سَوَالِ	تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث ذیل
الْقَابِرِ يَقُولُ اِيْمَانِي بِالْاِسْلَامِ دِينِي وَمُحَمَّدٌ	میں مڑی ہے کہ مکررہ نکیرین کے جواب میں یہ کہتا ہے
نَبِيٌّ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ يَقُولَانِ لِمُصَدِّقَتِ	کہ اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے

دواہ ابن ابی الدنیا و ابو یعلیٰ۔
 (تفسیر درمنثور ج ۶)
 تہی میں اور وہ خاتم النبیین ہیں۔ نیکرین کہتے ہیں
 تو نے سچ کہا۔ (ابن ابی الدنیا و ابو یعلیٰ)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار بھی قولِ ثابت میں داخل ہے۔ لہذا اس آیت سے ختم نبوت پر استدلال صحیح ہے۔

فتلک عشرة کاملت

الحمد للہ کہ ختم نبوت کی یہ دس دلیلیں ختم ہوئیں۔ یہ دس دلیلیں فقط دس دلیلیں نہیں۔ بلکہ لائل کی دس قسمیں ہیں اور ہر قسم کے تحت اس کے افراد اور جزئیات ہیں۔ انواع اور اقسام کے تعین سے انضباط میں سہولت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس ناچیز نے یہ طریقہ اختیار کیا۔

اب اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو اہل ہدایت کے لئے موجب استقامت اور اہل ضلالت کے لئے موجب ہدایت بنائے۔ اور اس آوارہ اور ناکارہ کے حق میں موجب شفاعت بنائے۔ آمین۔
 آمین یا رب العالمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَسَبَّحُ
 بِحَمْدِكَ لَيْلًا نَهَارًا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَنِيُّ الْبَاقِي الْحَيُّ

۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ

مقام بہاولپور